ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
مئی 2019ء جلد نمبر 20 شمارہ نمبر 5

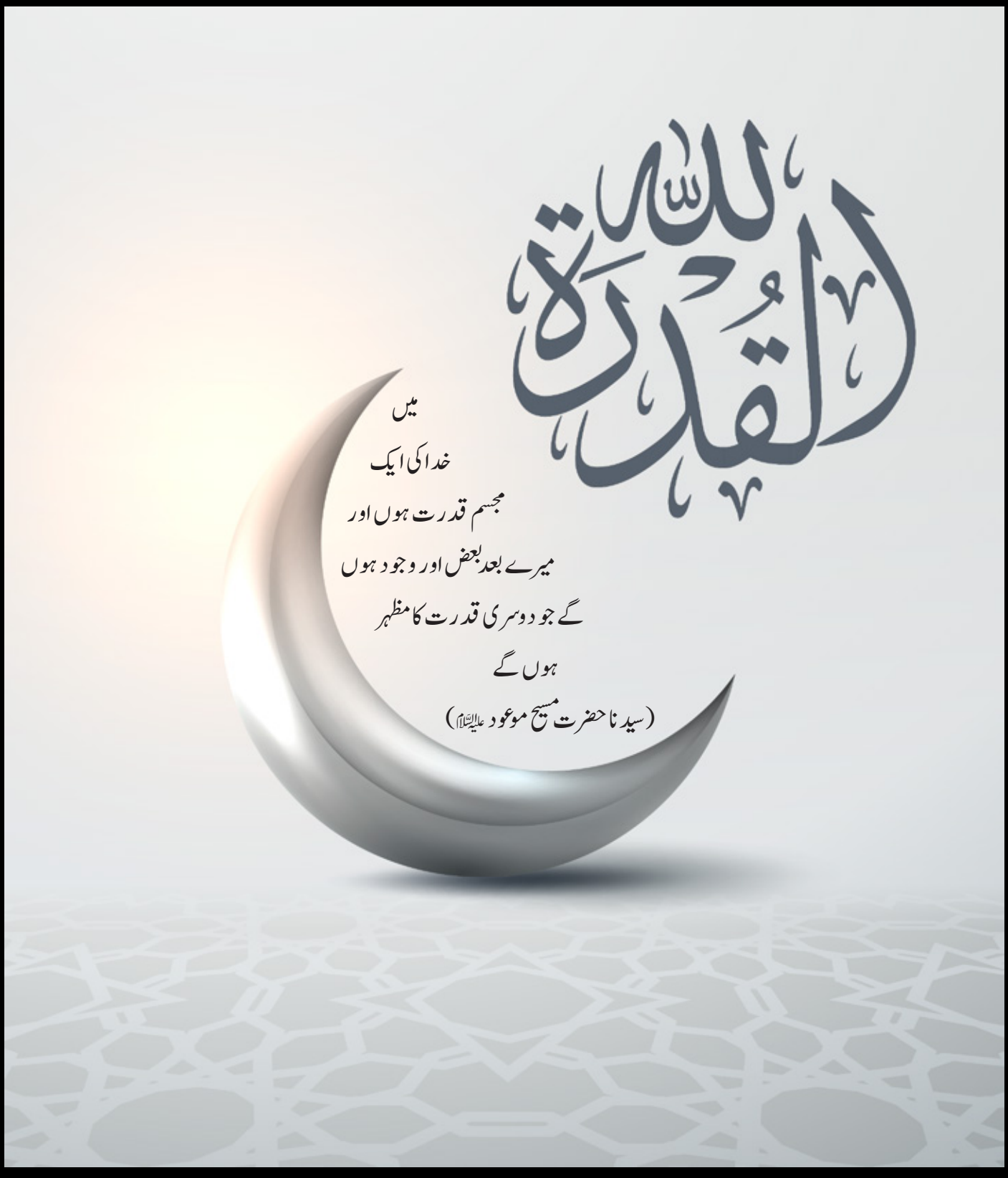

نئی صدی کا ایک عظیم عہد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

عہد برموقع صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی مؤرخہ 27/ مئی 2008ء

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول ﷺ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضہ کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول ﷺ کے لئے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔ ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظامِ خلافت کی حفاظت اور اُس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعے اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول ﷺ کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ اے خدا! تُو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے،

اللّٰھم آمین اللّٰھم آمین اللّٰھم آمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

رمضان المبارک، دعا اور خلافت

ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اپنی زندگیوں میں ایک مرتبہ پھر رمضان المبارک دیکھنا نصیب ہو رہا ہے، ایک مرتبہ پھر اللہ کی خاطر اور محض اللہ کی خاطر بھوکے پیاسے رہتے ہوئے، اس کے جملہ اوامر و نواہی پر عمل کرنے کی اس طرح مشق کریں گے کہ وہ ہمیشہ کے لئے ہماری زندگیوں کا حصہ بن جائیں۔ ہم عبادات میں پہلے سے زیادہ مستعد ہوں گے اور فرائض کے علاوہ نوافل کی طرف بھی خصوصی توجہ کریں گے۔ بکثرت تلاوتِ قرآن کریم کر کے اس کے معارف و برکات کو جذب کرنے کی کوشش کریں گے۔ اپنے آقا و مولیٰ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس قدر صدقہ و خیرات کریں گے کہ موسلا دھار بارش کا سماں ہو۔ کسی نیکی کو اختیار کرنے اور کسی بدی کو ترک کرنے کا عزم کریں گے۔ سب سے بڑھ کر ان مقدس و مبارک ایام کا لمحہ پرسوز و پر درد دعاؤں سے معمور رکھیں گے کہ رمضان المبارک کا دعا کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان کا مضمون قرآن کریم میں بیان فرمایا تو اس کے ساتھ ہی دعا کا مضمون بھی جوڑ دیا، اپنے حبیبؐ سے مخاطب ہو کر فرمایا: جب میرے بندے تجھ سے میرے بارہ میں سوال کریں تو انہیں بتا دو کہ میں تو بالکل قریب ہوں، اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو تو میں اسے قبول کروں گا۔ (البقرہ:187)

یہی وجہ ہے کہ ہمارے پیارے آقا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے رمضان کے ایام میں دعائیں کرنے پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ آپ ان ایام میں خصوصیت کے ساتھ نوافل ادا فرماتے اور انہیں دعا سے معمور کر دیتے۔ اپنی راتوں کو بیدار رکھتے اور دن کے اوقات میں بھی دعائیں کرتے رہتے اور آخری عشرہ شروع ہوتا تو اپنی کمر کس لیتے اور مسجد میں ہی آ کر دھونی رما لیتے تا کہ کسی قسم کی گھریلو یا دوسری مصروفیت ذکر الٰہی اور دعاؤں میں حارج نہ ہو۔ دوسروں کو بھی نصیحت فرماتے کہ مانگ لو جو مانگنا ہے ان ایام میں کہ ان کا ایک ایک لمحہ بہت قیمتی ہے بلکہ ایک رات تو ایسی ہے کہ اس پر ہزار مہینے بھی قربان!

اس سال یوم خلافت یعنی جس دن جماعت احمدیہ کو خلافت کی نعمت سے نوازا گیا تھا بھی رمضان المبارک کے انہی ایام بلکہ اس کے آخری عشرہ میں آ رہا ہے۔ یہ وہ ایام ہوں گے جب ہر طرف دعاؤں کا ایک شور بپا ہوتا ہے۔ نعمت خلافت کا بھی ایمان و اعمال صالحہ کے ساتھ ساتھ دعا کے ساتھ ایک خاص گہرا تعلق ہے۔ جب نبی یا کسی خلیفہ راشد کی وفات کے بعد مومنین غم کے مارے دیوانہ ہو رہے ہوتے ہیں تو انہیں یہی نصیحت ہے کہ وہ دعاؤں میں لگ جائیں اور جب مضطر بن کر دعائیں کرتے ہوئے اپنے آپ کو آستانہ الوہیت پر گرا دیتے ہیں تو خدا تعالیٰ انہیں خلافت کی نعمت سے نواز دیتا ہے۔ ان کا اضطرار اور غم قبول ہو کر تسکین کے دھارے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

پس اس مبارک مہینہ میں ہم جہاں عبادات، صدقات اور دیگر نیکیوں کے ساتھ اپنے رب کو منانے کی کوشش کریں، اپنے گناہوں کو معاف کرانے کے لئے ہر حربہ بروئے کار لائیں وہاں نعمت خلافت کے دوام کے لئے بھی دعائیں کریں اور اس کے ساتھ مضبوط وابستگی، ہر حالت میں وفا اور صدق و صفا کے ساتھ اس کے اطاعت گزار رہنے کے لئے دعائیں کرتے ہوئے اپنے جگر خون کر دیں کہ روئے زمین پر آج یہ نعمت ہمیں اور ہاں صرف ہمیں نصیب ہے اور اس کی قدر کرنے، اس کا شکر ادا کرنے کا یہی بہترین طریق ہے۔

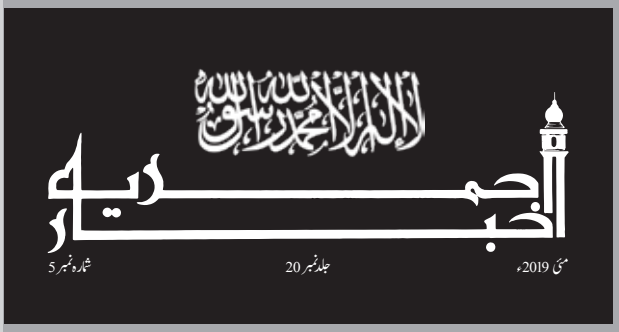

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

محمد انیس دیالگڑھی۔ شمس الحق انور

معاونین

سلطان احمد قمر۔ عرفان احمد خان۔ سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمن مبشر۔ سید افتخار احمد

ٹائٹل وڈیزائنگ

مرزا لطف القدوس

کمپوزنگ

آفاق احمد زاہد، طارق محمود

مینیجر

میر لئیق محمود طاہر

پتہ
شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main
Email:
akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

فہرست مضامین

04	قال اللہ تعالیٰ۔ قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ قال المسیح الموعودؑ
05	تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے
06	منظوم کلام
07	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے
15	جب جب قدرت ثانیہ کا ظہور ہوا
20	جامعہ احمدیہ کی سہ ملکی تقریب تقسیم اسناد
23	اطاعت خلافت، کامرانی کی کلید
29	خلافت سے عقیدت و محبت کے نظارے
30	نظم
31	رمضان المبارک کے آداب اور اس کی عظمت و شان
36	اجتماع وقفِ نو جماعت احمدیہ جرمنی
37	تاریخ احمدیت جرمنی سے ایک ورق
39	رمضان المبارک کی اہمیت و برکات
41	سحری کھا کر روزہ رکھنا ضروری ہے
43	روزہ کے طبی فوائد
45	یورپین پارلیمنٹ کے انتخابات
47	جرمنی کی خبریں

سرورق پر سجی خطاطی مکرم فرہاد غفار صاحب مربی سلسلہ کی کاوش ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء

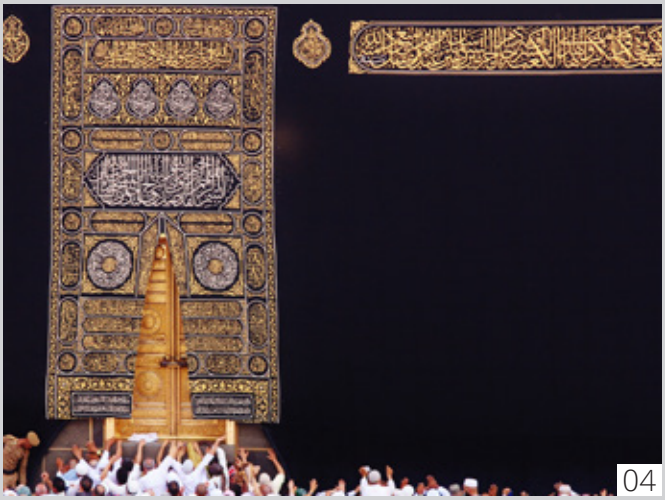
04

07

15

20

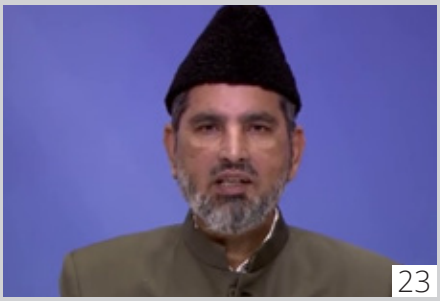
23

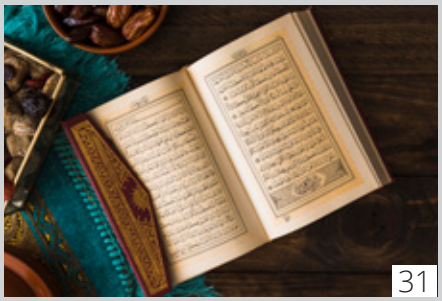
31

36

37

41

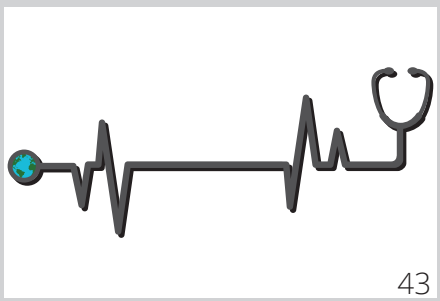
43

45

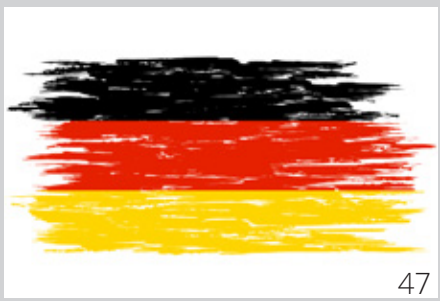
47

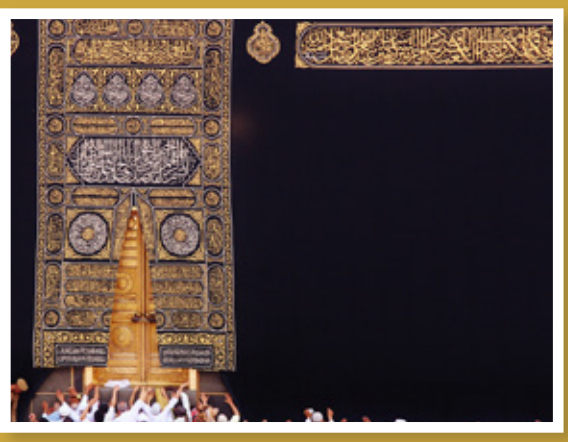

قال

اللہ

اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ وَ یَجۡعَلُکُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ ؕ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ (النمل 63)

یا (پھر) وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کے وارث بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

قال

الرسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، قَالَ قَاعَدْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِينَ، فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ« كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ«فُوا بِبَيْعَةِ الأَوَّلِ فَالأَوَّلِ، أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ماذکر عن بنی اسرائیل حدیث نمبر 3455)

راوی نے بیان کیا کہ میں نے ابوحازم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں ابوہریرہ کے پاس پانچ سال بیٹھتا رہا ہوں۔ انہیں میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: بنی اسرائیل کی نگرانی نبی کیا کرتے تھے جب کوئی نبی فوت ہوجاتا تو ایک اور نبی اس کا جانشین ہوتا اور دیکھو میرے (فوراً) بعد کوئی نبی نہیں مگر خلفاء ضرور ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ نے پوچھا پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا جو پہلے ہو اس کی بیعت پہلے پوری کرو۔ پھر اس کے بعد جو ہو۔ ان کا حق جو ہو۔ ان کا حق انہیں دو کیونکہ اللہ بھی ان سے ضرور پوچھے گا۔ اس (رعیت) کے بارے میں جس کی نگرانی اس نے ان کے سپرد کی۔

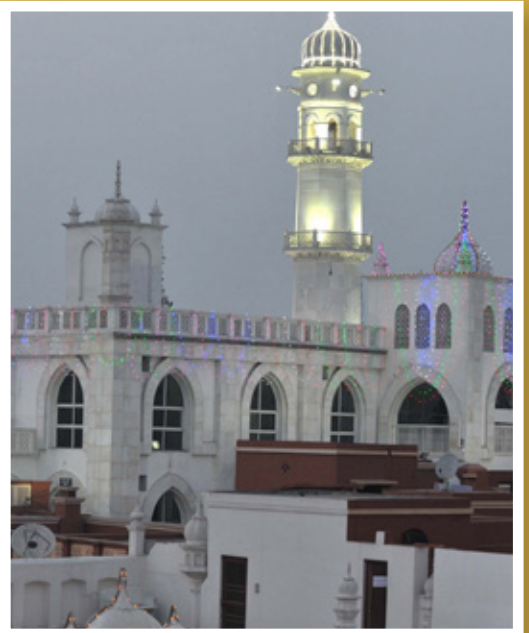

قال

المسیح الموعود علیہ السلام

میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔ اور چاہیے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306)

تمہارے لئے

دوسری قدرت

کا بھی دیکھنا ضروری ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی.... میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔'' (الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304 تا 306)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں:

''اللہ کی نعمت کی قدر کرو، اُس نے خاتم الانبیاء بھیجا، کتاب بھی کامل بھیجی۔ کتاب کے سمجھانے کا خود وعدہ کیا اور ایسے لوگوں کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا جو آ آ کر خواب غفلت سے بیدار کرتے ہیں۔ اس زمانہ ہی کو دیکھو کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کا وعدہ کیسا سچا اور صحیح ثابت ہوا۔ اس کا رحم، اس کا فضل اور انعام کس کس طرح دستگیری کرتا ہے۔'' (حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ 225)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''خلافت ایک نور ہے وہ نور اللہ کے ظہور کا ایک ذریعہ ہے۔ اس کو انسان اپنی تدبیروں سے کہاں مٹا سکتا ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ اسی طرح خلافت کا یہ نور چند اور گھروں میں بھی پایا جاتا ہے اور کوئی انسان اپنی کوششوں اور اپنے مکروں سے اس نور کے ظہور کو روک نہیں سکتا.... خلافت ایک الٰہی سنت ہے۔ کوئی نہیں جو اس میں روک بن سکے۔ وہ خدا تعالیٰ کے نور کے قیام کا ذریعہ ہے جو اس کو مٹانا چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نور کو مٹانا چاہتا ہے۔ ہاں وہ ایک وعدہ ہے جو پورا تو ضرور کیا جاتا ہے لیکن اس کے زمانہ کی لمبائی مومنوں کے اخلاص سے وابستہ ہے۔''

(روزنامہ الفضل قادیان 24/ ستمبر 1937ء صفحہ 15)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''میں آپ کو وضاحت کے ساتھ بتانا چاہتا ہوں کہ جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ آپ کا خلیفہ بنائے گا، اس کے دل میں آپ کے لئے بے انتہا محبت پیدا کر دے گا اور اس کو یہ توفیق دے گا کہ وہ آپ کے لئے اتنی دعائیں کرے کہ دعا کرنے والے ماں باپ نے بھی آپ کے لئے اتنی دعائیں نہ کی ہوں گی۔ اور اس کو یہ بھی توفیق دے گا کہ آپ کی تکلیفوں کو دور کرنے کے لئے ہر قسم کی تکلیف وہ خود برداشت کرے اور بشاشت سے کرے اور آپ پر احسان جتائے بغیر کرے کیونکہ وہ خدا کا نوکر ہے آپ کا نوکر نہیں ہے اور خدا کا نوکر خدا کی رضا کے لئے ہی کام کرتا ہے۔ کسی پر احسان رکھنے کے لئے کام نہیں کرتا۔ لیکن اس کا یہ حال اور اس کا یہ فعل اس بات کی علامت نہیں ہے کہ اس کے اندر کوئی کمزوری ہے اور آپ اس کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ وہ کمزور نہیں، خدا کے لئے اس کی گردن اور کمر ضرور جھکی ہوئی ہے لیکن خدا کی طاقت کے بل بوتے پر وہ کام کرتا ہے۔ ایک یا دو آدمیوں کا سوال ہی نہیں میں نے بتایا ہے کہ ساری دنیا بھی مقابلہ میں آجائے تو اس کی نظر میں کوئی چیز نہیں۔''

(خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 494 خطبہ جمعہ 18/ نومبر 1966ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''میں آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں کہ.... اب آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت بلوغت کے مقام پر پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں، اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی۔ اور خلافت احمدیہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی شان کے ساتھ نشو ونما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے وعدے فرمائے ہیں۔'' (الفضل ربوہ 28/ جون 1982ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''مَیں یہاں ہر احمدی اور ہر نئے آنے والے اور ہر نوجوان پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ امامت اور خلافت اور ڈکٹیٹرشپ میں بڑا فرق ہے۔ خلافت زمانے کے امام کو ماننے کے بعد قائم ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق قائم ہوئی ہے اور ہر ماننے والا یہ عہد کرتا ہے کہ ہم خلافت کے نظام کو جاری رکھیں گے۔ دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔ جب اپنی خوشی سے دین کو مان لیا تو پھر دین کے قیام کے لئے اس عہد کو نبھانا بھی ضروری ہے جو خلافت کے قیام کے لئے ایک احمدی کرتا ہے اور جو قومی یکجہتی کے لئے وحدت کے لئے ضروری ہے۔ خلافت کی اطاعت کے عہد کو اس لئے نبھانا ہے کہ ایک امام کی سرکردگی میں خدا تعالیٰ کی حکومت کو دنیا کے دلوں میں بٹھانے کی مشترکہ کوشش کرنی ہے۔ دوسرے مسلمان جو ہیں وہ بغیر امام کے ہیں اور جماعت احمدیہ کی کوششیں جو ہیں وہ خلافت سے وابستہ ہو کر ہو رہی ہیں۔ یہ سب کوششیں جو خلافت سے وابستہ ہو کر ہو رہی ہیں ان کی کامیابی کے نتائج بتا رہے ہیں کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کے ساتھ ان نتائج کا حصول، کامیابی کا حصول خلافت کی لڑی میں پروئے جانے کی وجہ سے ہے''۔

(خطبہ جمعہ 6/ جون 2014ء۔ فرینکفرٹ جرمنی)

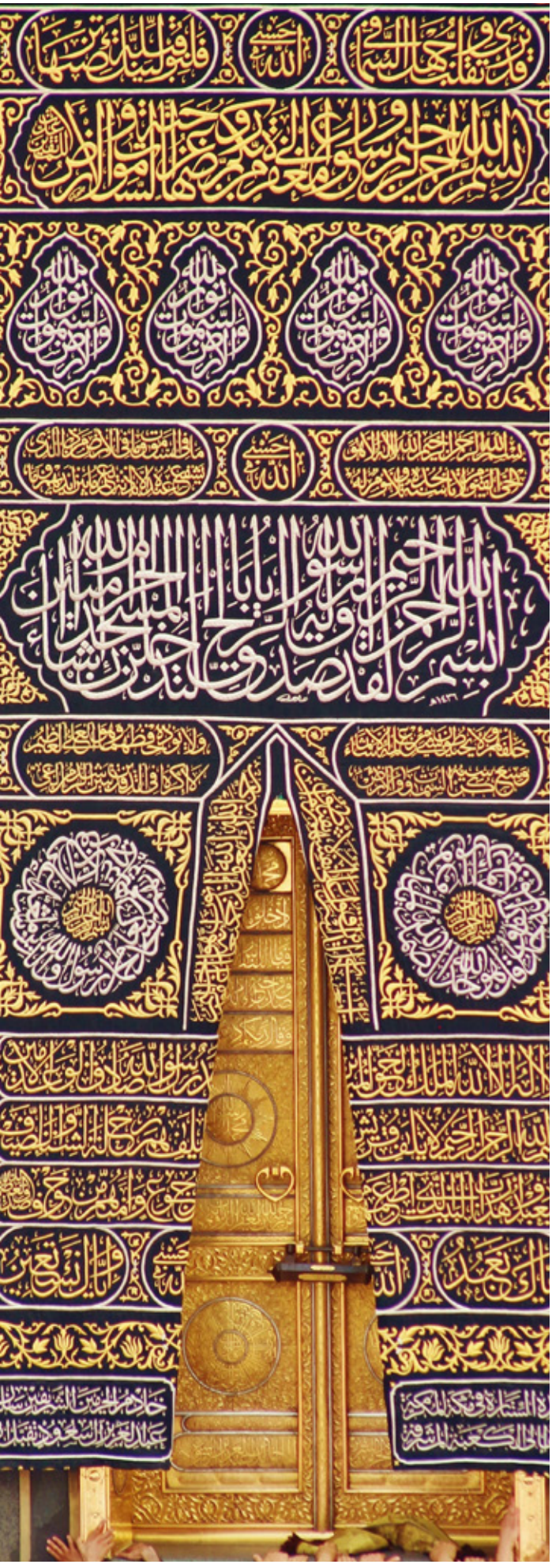

کیا نہیں تم دیکھتے نصرت خدا کی بار بار

حد سے کیوں بڑھتے ہو لوگو کچھ کرو خوفِ خدا
کیا نہیں تم دیکھتے نصرت خدا کی بار بار
کیا خدا نے اتقیاء کی عَوْن و نصرت چھوڑ دی
ایک فاسق اور کافر سے وہ کیوں کرتا ہے پیار
ایک بدکردار کی تائید میں اتنے نِشاں
کیوں دکھاتا ہے وہ کیا ہے بدکنوں کا رشتہ دار
کیا بدلتا ہے وُہ اب اس سُنت و قانون کو
جس کا تھا پابند وہ از ابتدائے روزگار
آنکھ گر پھوٹی تو کیا کانوں میں بھی کچھ پڑ گیا
کیا خدا دھوکے میں ہے اور تم ہو میرے راز دار
سخت جاں ہیں ہم کسی کے بُغض کی پروا نہیں
دِل قوی رکھتے ہیں ہم ، دَردوں کی ہے ہم کو سہار
جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اَے روبہٗ زار و نزار
ہے سر رہ پر مرے وہ خود کھڑا مولیٰ کریم
پس نہ بیٹھو میری رہ میں اَے شریرانِ دیار

درثمین صفحہ 121-120 مطبوعہ قادیان 1987ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

خلافت احمدیہ کے قیام واستحکام اور برکات وثمرات کا ایمان افروز تذکرہ

تشہد، تعوّذ، سورۃ فاتحہ اور سورۃ النور کی آیت 56 کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی تاریخ کا وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل لوگوں کی، آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد، خوف کی حالت کو امن میں بدلا۔ اور اپنے وعدوں کے مطابق جماعت احمدیہ کو تمکنت عطا فرمائی یعنی اس شان اور مضبوطی کو قائم رکھا جو پہلے تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے فرستادہ اور نبی تھے۔ اور آپ علیہ السلام وہی خلیفۃ اللہ تھے جس نے چودھویں صدی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری ہوئی شریعت کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنا تھا اور آپ علیہ السلام کے بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ کا سلسلۂ خلافت تاقیامت جاری رہنا تھا۔

پس آج 97 سال گزرنے کے بعد جماعت احمدیہ کا ہر بچہ، جوان، بوڑھا، مرد اور عورت اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی اس بارے میں فعلی شہادت گزشتہ 97 سال سے پوری ہوتی دیکھی ہے اور دیکھ رہا ہوں۔ اور نہ صرف احمدی بلکہ غیر از جماعت بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ گزشتہ مثالیں تو بہت ساری ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد، پھر حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات کے بعد، پھر حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کے بعد۔ لیکن جیسے کہ میں پہلے بھی ایک دفعہ بتا چکا ہوں کہ خلافت خامسہ کے انتخاب کی کارروائی دیکھ کر، جو ایم ٹی اے پر دکھائی گئی تھی، مخالفین نے یہ اعتراف کیا کہ تمہارے سچے ہونے کا تو ہمیں پتہ نہیں لیکن یہ بہرحال پتہ لگ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ ہے۔ تو بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بہت بڑا احسان ہے اور اس کی نعمت ہے جس کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ اور یہ شکر ہی ہے جو اس نعمت کو مزید بڑھاتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ یعنی اگر تم شکر گزار بنے رہو تو میں اور بھی زیادہ دوں گا۔ اس نعمت کے جو افضال ہیں ان سے میں تمہیں بھرتا چلا جاؤں گا۔

بہرحال ایک تو اس دن کی اہمیت کی وجہ سے، آج 27 مئی ہے، اور دوسرے جو اس خطبے کا محرک بنا ہے وہ ایک مضمون ہے جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب نے لکھا تھا لیکن آج کل اس کو کوئی شخص مختلف لوگوں کو بھیج رہا ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو خلافت کا مقام واضح کرنے کے لئے لکھا تھا اور اس کی وضاحت میں اپنے ذوق کے مطابق اس بات کا بھی ذکر فرمایا تھا کہ خلافت جماعت احمدیہ میں کب تک چلے گی یا اس کی کیا صورت ہوگی۔ لیکن یہ بات بہرحال واضح ہے اور اس میں رتی بھر بھی شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ جماعت میں کسی وقت بھی کسی انتشار کا پھیلانا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے ذہن میں نہیں تھا یا مقصد نہیں تھا۔ لیکن اس شخص نے جو آج

کل مختلف لوگوں کو یہ مضمون بھیج رہا ہے اس کے عمل سے یہ لگتا ہے کہ جماعت خلافت کے بارے میں شکوک وشبہات میں گرفتار ہو مثلاً اس سے لگتا ہے کہ اس کی نیت نیک نہیں ہے کہ بذریعہ ڈاک جن کو بھی مضمون فوٹو کاپی کر کے بھجوایا گیا اس پر لکھا گیا ہے، ایک مہر لگائی ہے کہ ایک احمدی بھائی کا تحفہ۔ اب اگر نیک نیت تھا تو نام کے ساتھ بلکہ نظام جماعت سے یا مجھ سے پوچھ کر بھیج سکتا تھا کہ اس طرح اس مضمون

جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں خلافت سے محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں

کی میں اشاعت کرنا چاہتا ہوں۔ بڑی ہوشیاری دکھائی ہے کہ مضمون انہیں الفاظ میں بھیجا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ خلیفہ معزول نہیں کیا جا سکتا وغیرہ کی وضاحتیں بھی اس میں ہیں۔ لیکن حضرت میاں صاحب کے اس نظریے کو بھی اجاگر کیا گیا ہے کہ ایک وقت میں خلافت کی جگہ ملوکیت لے لے گی یعنی بادشاہت آجائے گی۔ تو بہرحال یہ حضرت میاں صاحب کا اپنا ایک ذوقی نظریہ تھا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس وقت اِس کا علم ہونے کے بعد اس نظریے کی تردید میں ایک وضاحت بھی شائع فرمائی تھی۔ آگے وضاحت میں کچھ باتیں کھولوں گا۔ تو ان صاحب کی حرکت سے لگتا ہے جیسے وہ یہ بات ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ پہلے چار خلفاء کی خلافت تو ٹھیک تھی لیکن اب خلافت نہیں رہی۔ بہرحال اس بارے میں اسی مضمون سے دکھاؤں گا جو حضرت میاں صاحب کا ہے کہ یہ ان صاحب کی عقل کا قصور ہے اور جن کو یہ مضمون بھیجے گئے ہیں ان میں سے بھی اگر کسی کے دل میں کوئی شک، کوئی شبہ ہے تو وہ بھی دور ہو جائے۔

لیکن اس سے پہلے جو میں نے آیت تلاوت کی ہے اس کی کچھ وضاحت کروں گا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ، تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔ اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا۔ اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

یعنی خلافت قائم رکھنے کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو مضبوط ایمان والے ہوں اور نیک اعمال کر رہے ہوں۔ جب ایسے معیار مومن قائم کر رہے ہوں گے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق خلافت کا نظام جاری رکھے گا۔ نبی کی وفات کے بعد خلیفہ اور ہر خلیفہ کی وفات کے بعد آئندہ خلیفہ کے ذریعہ سے یہ خوف کی حالت امن میں بدلتی چلی جائے گی۔ اور یہی ہم گزشتہ 100 سال سے دیکھتے آ رہے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہوں اور دنیا کے لہو ولعب ان کو متاثر کر کے شرک میں مبتلا نہ کر رہے ہوں۔ اگر انہوں نے ناشکری کی، عبادتوں سے غافل ہو گئے، دنیاداری ان کی نظر میں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے زیادہ محبوب ہو گئی تو پھر اس نافرمانی کی وجہ سے وہ اس انعام سے محروم ہو جائیں گے۔ پس فکر کرنی چاہئے تو ان لوگوں کو جو خلافت کے انعام کی اہمیت نہیں سمجھتے۔ یہ خلیفہ نہیں ہے جو خلافت کے مقام سے گرایا جائے گا بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو خلافت کے مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے فاسقوں میں شمار ہوں گے۔ تباہ وہ لوگ ہوں گے جو خلیفہ یا خلافت کے مقام کو نہیں سمجھتے، ہنسی ٹھٹھا کرنے والے ہیں۔ پس یہ وارننگ ہے، تنبیہ ہے ان کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ یا یہ وارننگ ہے ان کمزور احمدیوں کو جو خلافت کے قیام و استحکام کے حق میں دعائیں کرنے کی بجائے اس تلاش میں رہتے ہیں کہ کہاں سے کوئی اعتراض تلاش کیا جائے۔

اب مثلاً ایک صاحب نے مجھے لکھا، شروع کی بات ہے، کہ تم بڑی پلاننگ کر کے خلیفہ بنے ہو۔ پلاننگ کیا تھی؟ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کا اعلان الفضل اور ایم ٹی اے پر تمہاری طرف سے ہوتا تھا تا کہ لوگ تمہاری طرف متوجہ ہوں۔ اِنَّا لِلّٰہ یہ میری مجبوری تھی اس لئے کہ حسب قواعد مجھے ناظر اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے یہ کرنا تھا۔ بہرحال جرأت اس شخص میں بھی نہیں جس نے یہ لکھا کیونکہ یہ بے نام خط تھا۔ تو ایسا شخص تو خود منافق ہے۔ اگر خلافت پر اعتماد نہیں تو پھر احمدی رہنے کا بھی فائدہ نہیں۔ اور اگر پھر بھی ایسا شخص اپنے آپ کو احمدی ثابت کرتا ہے تو وہ منافق ہے۔ مختصراً بتا دوں کہ اس وقت میرا تو یہ حال تھا کہ جب نام پیش ہوا تو میں ہل کر رہ گیا تھا اور یہ دعا کر رہا تھا کہ کسی کا بھی ہاتھ

خدا تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلۂ خلافت قائم رہے گا اور کوئی شیطان اس میں رخنہ اندازی نہیں کر سکے گا

میرے حق میں کھڑا نہ ہو۔ اور اس تمام کارروائی کے دوران جو میری حالت تھی وہ میں جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے۔ یہ تو بے وقوفوں والی بات ہے کسی کا یہ سوچنا کہ خلافت کے لئے کوئی اپنے آپ کو پیش کرے۔ عموماً غیر مجھ سے پوچھتے ہیں تو اُن کو میں ہمیشہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا یہ جواب دیا کرتا ہوں، ان سے بھی کسی نے پوچھا تھا کہ کیا آپ کو پتہ تھا کہ آپ خلیفہ منتخب ہو جائیں گے۔ تو ان کا جواب یہ تھا کہ کوئی عقلمند آدمی یہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔ تو یہ صاحب لکھنے والے یا تو مجھے

بیوقوف سمجھتے ہیں اور اپنی بات کی یہ خود ہی تردید بھی کر رہے ہیں (جس سے لگتا ہے کہ یہ بیوقوف نہیں سمجھتے) کیونکہ خود ہی کہہ رہے ہیں کہ تم نے بڑی ہوشیاری سے اپنا نام پیش کروایا۔ بہرحال مختلف وقتوں میں شیطان اپنی چالیں چلتا رہتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سلسلہ خلافت کو ہمیشہ کے لئے قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے۔ اب میں اس طرف آتا ہوں، وہ ضمنی باتیں تھیں، کہ خلافت جماعت احمدیہ میں ہمیشہ قائم رہنی

> سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔

ہے۔ حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذاء رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ اسے بھی اٹھالے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ اور یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔ (مشکوٰۃ۔ باب الأنذار والتحذیر)

اور یہ جو دوبارہ قائم ہونی تھی یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی قائم ہونی تھی۔ پس یہ خاموش ہونا بتاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جو سلسلہ خلافت شروع ہونا ہے یا ہونا تھا۔ یہ دائمی ہے۔ اور یہ الٰہی تقدیر ہے۔ اور الٰہی تقدیر کو بدلنے پر کوئی فتنہ پرداز بلکہ کوئی شخص بھی قدرت نہیں رکھتا۔ یہ قدرت ثانیہ یا خلافت کا نظام اب انشاء اللہ تعالیٰ قائم رہنا ہے۔ اور اس کا آنحضرت ﷺ کے خلفاء کے زمانہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اگر یہ مطلب لیا جائے کہ وہ تیس سال تھی تو وہ تیس سالہ دور آپؐ کی پیشگوئی کے مطابق تھا۔ اور یہ دائمی دور بھی آپؐ ہی کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ قیامت کے وقت تک کیا ہونا ہے یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ لیکن یہ بتا دوں کہ یہ دور خلافت آپ کی نسل در نسل اور بے شمار نسلوں تک چلے جانا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ، بشرطیکہ آپ میں نیکی اور تقویٰ قائم رہے۔ اسی لئے اس پر قائم رکھنے کے لئے میں پہلے دن سے ہی مسلسل تربیتی مضامین پر اپنے خطبات وغیرہ دے رہا ہوں۔

یہ وعدہ یا خبر جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو دی تھی اس کی تجدید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دے کر بھی اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''غرض (خدا تعالیٰ) دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ دوسرے ایسے وقت جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے''۔ (یعنی ان پڑھ، جاہل، گاؤں کے رہنے والے) صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا۔ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچاویں، فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔''

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب

> خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے

تک میں نہ جاؤں''۔ فرماتے ہیں: ''لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں

اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں

یہ جوش بتاتا تھا کہ خلافت سے ان نیک عمل کرنے والوں کو ایک خاص پیار اور تعلق ہے۔ جن سے مصافحے ہوئے ان کے جذبات کو بیان کرنا بھی میرے لئے مشکل ہے

پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو۔ تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔ اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں"۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک وقت میں بہت سارے ہوں گے اس کا مطلب ہے کہ مختلف وقتوں میں آتے رہیں گے۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو"۔

(رسالہ الوصیّت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304 تا 307)

تو دیکھیں کہ کتنا واضح ہے کہ خدا تعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں تیرے ماننے والے ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ یہ غلبہ توحید کے قیام اور ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونے کی وجہ سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ میں کسی خاص خاندان میں سے یا کسی خاص ملک میں سے ایسے لوگ کھڑے کروں گا جو دین کے استحکام کے لئے کوشش کریں گے بلکہ فرمایا کہ صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعاؤں میں لگے رہو۔

پس بجائے ہوشیاریاں، چالاکیاں دکھانے کے صالح بنو اور دعاؤں میں لگے رہو تا کہ یہ خلافت کا انعام تم میں ہمیشہ جاری رہے۔ جیسا کہ میں نے کہا یہ اعزاز قائم رکھنے کے لئے، اگر یہ گزشتہ 97 سال سے کسی خاص ملک کے لوگوں کے حصے میں آرہا ہے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے حصے میں آرہا ہے تو اس کو قائم رکھنے کے لئے، دعاؤں اور نیک اعمال کی ضرورت ہے۔ ورنہ کوئی قوم بھی جو اخلاص اور وفا اور تقویٰ میں بڑھنے والی ہوگی اس عَلَم کو بلند کرنے والی ہوگی۔ کیونکہ یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ یہ قدرت دائمی ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں لیکن دائمی قدرت کے ساتھ شرائط ہیں۔ اعمال صالحہ۔

اب افریقہ کے دورے میں گزشتہ سال کی طرح اس دفعہ بھی مختلف ملکوں میں جا کر میں نے احمدیوں کے اخلاص و وفا کے جو نظارے دیکھے ہیں ان کی ایک تفصیل ہے۔ بعض محسوس کئے جا سکتے ہیں، بیان نہیں کئے جا سکتے۔ تنزانیہ کے ایک دور دراز علاقے میں جہاں سڑکیں اتنی خراب ہیں کہ ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچنے میں چھ سات سو کلومیٹر کا سفر بعض دفعہ آٹھ دس دن میں طے ہوتا ہے۔ ہم اس علاقہ کے ایک نسبتاً بڑے قصبے میں جہاں چھوٹا سا ائر پورٹ ہے، چھوٹے جہاز کے ذریعہ سے گئے تھے تو وہاں لوگ ارد گرد سے بھی ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ان میں جوش قابل دید تھا۔ بہت جگہوں پر وہاں ایم ٹی اے کی سہولت بھی نہیں ہے۔ اس لئے یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ایم ٹی اے دیکھ کر اور تصویریں دیکھ کر یہ تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ یہ جوش بتاتا تھا کہ خلافت سے ان نیک عمل کرنے والوں کو ایک خاص پیار اور تعلق ہے۔ جن سے مصافحے ہوئے ان کے جذبات کو بیان کرنا بھی میرے لئے مشکل ہے۔ ایک مثال دیتا ہوں۔ مصافحے کے لئے لوگ لائن میں تھے ایک شخص نے ہاتھ بڑھایا اور ساتھ ہی جذبات سے مغلوب ہو کر رونا شروع کر دیا۔ کیا یہ تعلق، یہ محبت کا اظہار، ملوک یا بادشاہوں کے ساتھ ہوتا ہے یا خدا کی طرف سے دلوں میں پیدا کیا جاتا ہے۔

ایک صاحب پرانے احمدی جو فالج کی وجہ سے بہت بیمار تھے، ضد کر کے 40-50 کلومیٹر یا میل کا فاصلہ طے کر کے

مڑے ہوئے ہاتھوں سے اس مضبوطی سے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا کہ مجھے لگا کہ جس طرح شکنجے میں ہاتھ آ گیا ہے

مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ اور فالج سے ان کے ہاتھ مڑ گئے تھے، ان مڑے ہوئے ہاتھوں سے اس مضبوطی سے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا کہ مجھے لگا کہ جس طرح شکنجے میں ہاتھ آ گیا ہے۔ کیا اتنا تردد کوئی دنیاداری کے لئے کرتا ہے۔ غرض کہ جذبات کی مختلف کیفیات تھیں۔ یہی حال کینیا کے دور دراز کے علاقوں کے احمدیوں میں تھا اور یہی جذبات

یوگنڈا کے دور دراز علاقوں میں رہنے والے احمدیوں کے تھے۔ جو رپورٹس شائع ہوں گی ان کو پڑھ لیں خود ہی پتہ چل جائے گا کہ خلافت کے لئے لوگوں میں کس قدر اخلاص ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہی نیک عمل اور اخلاص جماعت احمدیہ میں ہمیشہ استحکام اور قیام خلافت کا باعث بنتا چلا جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’یاد رہے کہ اگرچہ قرآن کریم میں اس قسم کی بہت سی آیتیں ایسی ہیں جو اس امت میں خلافت دائمی کی بشارت دیتی ہیں۔ اور احادیث بھی اس بارہ میں بہت سی بھری پڑی ہیں۔ لیکن

بجائے ہوشیاریاں ، چالاکیاں دکھانے کے صالح بنو اور دعاؤں میں لگے رہو تا کہ یہ خلافت کا انعام تم میں ہمیشہ جاری رہے

بالفعل اس قدر لکھنا اُن لوگوں کے لئے کافی ہے جو حقائق ثابت شدہ کو دولت عظمیٰ سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں اور اسلام کی نسبت اس سے بڑھ کر اور کوئی بد اندیشی نہیں کہ اس کو مردہ مذہب خیال کیا جائے اور اس کی برکات کو صرف قرنِ اوّل تک محدود رکھا جاوے‘‘۔

(شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6۔ صفحہ 355)

پس اس کے بعد کوئی وجہ نہیں رہ جاتی کہ ہم ان بحثوں میں پڑیں کہ خلافت کب تک رہنی ہے اور کب ملوکیت میں بدل جانی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ نیک اعمال کرنے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے اور خلافت کا سلسلہ ہمیشہ چلتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی بد اندیشی نہیں کہ اسلام کو مردہ مذہب خیال کیا جاوے اور برکات کو صرف قرن اول تک محدود رکھا جائے۔ شروع سالوں تک جو اسلام کے ابتدائی سال تھے ان تک محدود رکھا جائے۔ اسی طرح یہ بھی بد اندیشی ہے کہ یہ کہا جائے کہ پہلی چار خلافتوں کے مقابل پر چار خلافتیں آ گئیں اور بس۔ اللہ تعالیٰ میں صرف اتنی قدرت تھی کہ پہلی خلافت راشدہ کے عرصہ کو تقریباً تین گنا کر کے خلافت کے انعام سے نوازے اور اس کے بعد اس کی طاقتیں ختم ہو گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہ۔ اور جیسا کہ میں حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس سے دکھا آیا ہوں کہ اگر کسی کی ایسی سوچ ہے تو غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو پورا کرتا ہے ہاں تم میں سے ہر ایک اپنے عملوں کی فکر کرے۔

اب میں مختصراً ان صاحب کی طرف آتا ہوں جنہوں نے بڑی ہوشیاری سے مضمون پھیلا کر بعض لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اپنی طرف سے ایسے لوگوں کو آلۂ کار بنانے کی کوشش کی ہے جو شاید اس سوچ میں پڑ جائیں لیکن انہیں پتہ نہیں کہ جماعت کی اکثریت خلافت سے سچی وفا اور محبت رکھنے والی ہے اور وہ جن کو یہ مضمون بھجوائے گئے ہیں انہوں نے نظام کو یا مجھے اس سے آگاہ کر دیا، ہمیں بھجوا دیئے۔ شیطان نے ایک چال چلی تھی لیکن وہ ناکام ہو گیا۔ لیکن جماعت کو بتانا میرا فرض ہے کہ وہ آئندہ محتاط رہیں۔ ان صاحب نے حضرت میاں بشیر احمدؓ صاحب کی اس بات کو انڈر لائن کیا ہے کہ کسی نبی کے بعد خلافت متصلہ کا سلسلہ دائمی طور پر نہیں چلتا بلکہ صرف اس وقت تک چلتا ہے جب تک کہ خدا تعالیٰ نبوت کے کام کی تکمیل کے لئے ضروری خیال فرمائے اور اس کے بعد ملوکیت کا دور آ جاتا ہے یعنی تسلسل قائم نہیں رہتا۔ ایک کے بعد دوسرا خلیفہ نہیں آتا۔ روحانی طور پر سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ لیکن یہاں بھی واضح ہو کہ کیا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن تھا مکمل ہو گیا ہے؟ جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ حضرت میاں صاحب کا اپنا نظریہ تھا اور اس بارے میں ایک دو اور جگہ اس مضمون میں جو میں نے الفاظ پڑھے ہیں اس سے ملتے جلتے الفاظ ہیں لیکن یہ صاحب حضرت میاں صاحب کے اُسی مضمون میں یہ الفاظ بھی پڑھ لیں کہ سچے خلفاء کی علامات کیا ہیں۔ آپ اس بارہ میں لکھتے ہیں کہ پہلی اور ظاہری علامت یہ ہے کہ مومنوں کی جماعت کسی شخص کو اتفاق رائے یا کثرت رائے سے خلیفہ منتخب کرے۔

اب یہ صاحب بتائیں کہ کیا خلافت خامسہ کے انتخاب میں یہ نہیں ہوا۔ مجلس انتخاب میں تو بہت سے ایسے ممبران تھے جو مجھے جانتے بھی نہیں تھے لیکن الٰہی تقدیر کے ماتحت انہوں نے میرے حق میں رائے دی اور اکثر نے یہ کہا کہ ہمارے دل میں یہ خدائی تحریک پیدا ہوئی ہے۔ اور اس بات کی وضاحت بھی حضرت میاں صاحب نے مضمون میں کی ہوئی ہے۔ بہرحال میں میاں صاحب کے حوالوں سے اس لئے بات کر رہا ہوں کہ ان کے مضمون میں ہی جواب موجود ہیں۔ اور یہ بھی کہ تم جلد بازی نہ کرو۔ پھر آپ لکھتے ہیں۔ دوسری علامت یہ ہے جو باطنی علامتوں میں سے ہونے کی وجہ سے کسی قدر غور اور مطالعہ چاہتی ہے۔ وہ ہے قرآن شریف کی آیت استخلاف یعنی وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا کہ اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے

مجلس انتخاب میں تو بہت سے ایسے ممبران تھے جو مجھے جانتے بھی نہیں تھے لیکن الٰہی تقدیر کے ماتحت انہوں نے میرے حق میں رائے دی

لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ آپ لکھتے ہیں کہ ہر خلیفہ کی وفات کے بعد عموماً جماعت میں ایک زلزلہ وارد ہوتا ہے۔ جماعت کے لوگ خوفزدہ ہو جاتے

ہیں۔ ایسے وقت میں خدا کی سنت ہے کہ وہ اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے ذریعہ انہیں اطمینان اور تمکنت عطا فرماتا ہے۔ اب آپ میں سے ہر کوئی گواہ ہے بلکہ دنیا کا ہر احمدی گواہ ہے، ہر بچہ گواہ ہے کہ کیا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد جو ایک خوف کی حالت تھی اسے اللہ تعالیٰ نے سکینت میں نہیں بدل دیا؟ اگر ان صاحب کے لئے یہ دلیل کافی نہیں تو اللہ ہی رحم کرے۔ اور تیسری علامت حضرت میاں صاحب نے اپنی ذوقی علامت بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی رنگ میں نبی پر ظاہر کر دیتا ہے کہ کون آئندہ ہونا ہے۔ بہرحال اس کا تعلق تو نبی سے ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر جگہ نبی کی طرف سے اظہار بھی ہو۔ تو ان صاحب سے میں حضرت میاں صاحب کے الفاظ میں یہی کہتا ہوں کہ اس زمانے کی قدر کو پہچانو اور اپنے پیچھے آنے والوں کیلئے نیک نمونہ چھوڑو تا کہ بعد کی نسلیں تمہیں محبت اور فخر کے ساتھ یاد کریں، اور تمہیں احمدیت کے معماروں میں یاد کریں نہ کہ خانہ خرابوں میں۔

بہرحال یہ بتادوں کہ جب یہ مضمون شائع ہوا تھا۔ جیسا کہ میں نے شروع میں یہ ذکر کیا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس کا جواب بھی لکھا تھا۔ تو میرے والد صاحب صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں لکھا تھا کہ حضرت میاں صاحب کا جو یہ مضمون ہے اس میں جو ملوکیت والا حصہ ہے اس سے مجھے اتفاق نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات اور بعض الہامات سے تو یہ ثابت نہیں ہوتا۔ ضمناً بتادوں کہ یہ خط جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں میرے والد صاحب نے لکھا تھا وہ خط بھی میں نے پڑھا ہوا ہے۔ پرانے کاغذات ایک دن میں دیکھ رہا تھا ان میں سے مجھے مل گیا۔ اور اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا نوٹ بھی تھا کہ تمہارا خیال ٹھیک ہے۔ (کیونکہ اس کو پڑھے ہوئے کافی دیر ہوگئی) مجھے یاد پڑتا ہے آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ احمدیت کی خلافت ملوکیت میں نہیں بدلے گی۔

بہرحال پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے الفضل میں ایک پیغام شائع کروایا جو میں پڑھ دیتا ہوں تا کہ جن ذہنوں میں غلط فہمی ہے وہ دور ہو جائے۔ اور یہ بھی اتفاق کہہ لیں، جیسے میں نے بتادیا، یا الٰہی تقدیر کہ میرے والد صاحب کے ذریعہ ہی اُس وقت خلیفۂ وقت کو اس طرف توجہ پیدا ہوئی اور آپ نے وضاحت فرمائی۔

چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں کہ:

”عزیزم مرزا منصور احمد نے میری توجہ ایک مضمون کی طرف پھیری ہے جو مرزا بشیر احمدؓ صاحب نے خلافت کے متعلق شائع کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ غالباً اس مضمون میں ایک پہلو کی طرف پوری توجہ نہیں کی گئی جس میں مرزا بشیر احمدؓ صاحب

حضرت میاں صاحب کے الفاظ میں یہی کہتا ہوں کہ اس زمانے کی قدر کو پہچانو اور اپنے پیچھے آنے والوں کیلئے نیک نمونہ چھوڑو تا کہ بعد کی نسلیں تمہیں محبت اور فخر کے ساتھ یاد کریں، اور تمہیں احمدیت کے معماروں میں یاد کریں نہ کہ خانہ خرابوں میں

نے یہ تحریر کیا ہے کہ خلافت کا دور ایک حدیث کے مطابق عارضی اور وقتی ہے۔ میں نے اس خط سے پہلے یہ مضمون نہیں پڑھا تھا۔ اس خط کی بنا پر میں نے اس مضمون کا وہ حصہ نکال کر سنا تو میں نے بھی سمجھا کہ اس میں صحیح حقیقت خلافت کے بارے میں پیش نہیں کی گئی۔ مرزا بشیر احمدؓ صاحب نے جس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ خلافت کے بعد حکومت ہوتی ہے۔ اس حدیث میں قانون نہیں بیان کیا گیا بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے حالات کے متعلق پیشگوئی کی گئی ہے اور پیشگوئی صرف ایک وقت کے متعلق ہوتی ہے۔ سب اوقات کے متعلق نہیں ہوتی۔ یہ امر کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت نے ہونا تھا اور خلافت کے بعد حکومت مستبدّہ نے ہونا تھا اور ایسا ہی ہو گیا۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ ہر مامور کے بعد ایسا ہی ہوا کرے گا۔ قرآن کریم میں جہاں خلافت کا ذکر ہے وہاں یہ بتایا گیا ہے کہ خلافت ایک انعام ہے۔ پس جب تک کوئی قوم اس انعام کی مستحق رہتی ہے وہ انعام اسے ملتا رہے گا۔ پس جہاں تک مسئلہ اور قانون کا سوال ہے وہ صرف یہ ہے کہ ہر نبی کے بعد خلافت ہوتی ہے اور وہ خلافت اس وقت تک چلتی چلی جاتی ہے جب تک کوئی قوم خود ہی اپنے آپ کو خلافت کے انعام سے محروم نہ کر دے۔ لیکن اس اصل سے ہرگز یہ بات نہیں نکلتی کہ خلافت کا مٹ جانا لازمی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی خلافت اب تک چلی آرہی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ پوپ صحیح معنوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کا خلیفہ نہیں لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی تو مانتے ہیں کہ امت عیسوی بھی صحیح معنوں میں مسیحؑ کی امت نہیں۔ پس جیسے کو تیسا تو ملا ہے مگر ضرور ہے بلکہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے موسیٰ کے بعد ان کی خلافت عارضی رہی لیکن حضرت عیسیٰؑ کے بعد ان کی خلافت کسی نہ کسی شکل میں ہزاروں سال تک قائم رہی۔ اس طرح گو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت محمدیہ تواتر کے رنگ میں عارضی رہی لیکن مسیح محمدی کی خلافت مسیح موسوی کی طرح ایک غیر معین عرصے تک چلتی چلی جائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مسئلے پر بار بار زور دیا ہے کہ مسیح محمدیؑ کو مسیح موسوی کے ساتھ ان تمام امور میں مشابہت حاصل ہے جو امور کی تکمیل اور خوبی پر دلالت کرتے ہیں۔ سوائے ان امور کے جن سے بعض ابتلاء ملے ہوتے ہیں۔ ان میں علاقہ محمدیت، علاقہ موسویت پر غالب آجاتا ہے اور نیک تبدیلی پیدا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ مسیح اول

صلیب پر لٹکایا گیا لیکن مسیح ثانی صلیب پر نہیں لٹکایا گیا۔ کیونکہ مسیح اول کے پیچھے موسوی طاقت تھی اور مسیح ثانی کے پیچھے محمدی طاقت تھی۔ خلافت چونکہ انعام ہے۔ ابتلاء نہیں۔ اس لئے اس سے بہتر چیز تو احمدیت میں آسکتی ہے جو کہ مسیح اول کو ملی لیکن وہ ان نعمتوں سے محروم نہیں رہ سکتی جو کہ مسیح اول کی امت کو ملیں۔ کیونکہ مسیح اول کی پشت پر موسوی برکات تھیں اور مسیح ثانی کی پشت پر محمدی برکات ہیں۔ پس جہاں میرے نزدیک یہ بحث نہ صرف یہ کہ بیکار ہے بلکہ خطرناک ہے کہ ہم خلافت کے عرصے سے متعلق بحثیں شروع کر دیں وہاں یہ امر ظاہر ہے کہ سلسلہ احمدیہ میں خلافت ایک بہت لمبے عرصے تک چلے گی جس کا قیاس بھی اس وقت نہیں کیا جاسکتا۔ (یعنی اس لمبے عرصے کے بارے میں سوچا بھی نہیں جاسکتا یہ کہاں تک ہے؟) اور اگر خدانخواستہ بیچ میں کوئی وقفہ پڑے بھی تو وہ حقیقی وقفہ نہیں ہو گا بلکہ ایسے ہی وقفہ ہو گا جیسے دریا بعض دفعہ زمین کے نیچے گھس جاتے ہیں اور پھر باہر نکل آتے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ اسلام کے قرون اولیٰ میں ہوا وہ ان حالات سے مخصوص تھا وہ ہر زمانے کے لئے قاعدہ نہیں تھا"۔ (الفضل 3/اپریل 1952ء)

تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی یہ وضاحت میرے خیال میں کافی ہے کیونکہ آپ کو بہرحال اللہ تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی ملی تھی۔ ایسے خلیفہ تھے، مصلح موعود تھے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ظاہری و باطنی علوم سے پُر کئے جانے کے بارے میں بتایا تھا۔ اور بہرحال خلیفہ کے مقابل پر کوئی شخص بھی چاہے وہ کتنا ہی عالم ہو کم حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ جماعت کی رہنمائی اور بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ خلیفہ سے ایسے الفاظ نکلوا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہوں۔ پس ہر ایک احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ جیسا کہ پہلے بھی ذکر آچکا ہے کہ لغویات اور فضولیات میں نہ پڑیں اور استحکام خلافت کے لئے دعائیں کریں تا کہ خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں۔

جہاں تک میرا سوال ہے، میری غلطیاں اگر نظر آتی ہیں تو مجھے بتائیں لیکن ہر جگہ بیٹھ کر یا خاص دوستوں میں بیٹھ کر، (بعض جگہ سے ایسی رپورٹیں مل جاتی ہیں) کسی کو باتیں کرنے کا حق نہیں ہے کہ اس میں یہ کمی ہے یا یہ کمزوری ہے۔ اگر نیک نیت ہیں تو مجھے بتائیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ:

میں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت احمدیہ ایمان بالخلافت پر قائم رہی اور اس کے قیام کے لئے صحیح جدوجہد کرتی رہی تو خدا تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلہ خلافت قائم رہے گا اور کوئی شیطان اس میں رخنہ اندازی نہیں کر سکے گا۔ پس ہر احمدی کو اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھتے ہوئے دعاؤں کے ذریعہ سے ان فضلوں کو سمیٹنا چاہئے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا ہے۔ اپنے بزرگوں کی اس

میں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت احمدیہ ایمان بالخلافت پر قائم رہی اور اس کے قیام کے لئے صحیح جدوجہد کرتی رہی تو خدا تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلہ خلافت قائم رہے گا اور کوئی شیطان اس میں رخنہ اندازی نہیں کر سکے گا

قربانی کو یاد کریں اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ انہوں نے جو قیام اور استحکام خلافت کے لئے بھی بہت قربانیاں دیں۔ آپ میں سے بہت بڑی تعداد جو میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں یا جو میری زبان میں میری باتیں سمجھ سکتے ہیں اپنے اندر خاص تبدیلیاں پیدا کریں۔ پہلے سے بڑھ کر ایمان و اخلاص میں ترقی کریں۔ ان لوگوں کی طرف دیکھیں جو باوجود زبان براہ راست نہ سمجھنے کے باوجود بہت کم رابطے کے، بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے زندگی میں پہلی دفعہ کسی خلیفہ کو دیکھا ہو گا اخلاص و وفا میں بڑھ رہے ہیں مثلاً یوگنڈا میں ہی جب ہم اترے ہیں اور گاڑی باہر نکلی تو ایک عورت اپنے بچے کو اٹھائے ہوئے، دو اڑھائی سال کا بچہ تھا، ساتھ ساتھ دوڑتی چلی جارہی تھی۔ اس کی اپنی نظر میں بھی پہچان تھی، خلافت اور جماعت سے ایک تعلق نظر آرہا تھا، وفا کا تعلق ظاہر ہو رہا تھا۔ اور بچے کی میری طرف توجہ نہیں تھی تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس کا منہ اس طرف پھیرتی تھی کہ دیکھو اور کافی دور تک دوڑتی گئی۔ انتارش تھا کہ اس کو دھکے بھی لگتے رہے لیکن اس نے پرواہ نہیں کی۔ آخر جب بچے کی نظر پڑ گئی تو بچہ دیکھ کے مسکرایا۔ ہاتھ ہلایا۔ تب ماں کو چین آیا۔ تو بچے کے چہرے کی جو رونق اور مسکراہٹ تھی وہ بھی اس طرح تھی جیسے برسوں سے پہچانتا ہو۔ تو جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں خلافت سے محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں۔

تو جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ تو کسی کا رشتہ دار نہیں ہے۔ وہ تو ایسے ایمان لانے والوں کو جو عمل صالح بھی کر رہے ہوں، اپنی قدرت دکھاتا ہے اور اپنے وعدے پورے کرتا ہے۔ پس اپنے پر رحم کریں، اپنی نسلوں پر رحم کریں اور فضول بحثوں میں پڑنے کی بجائے یا ایسی بحثیں کرنے والوں کی مجلسوں میں بیٹھنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اور وعدے پر نظر رکھیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کو مضبوط بنائیں۔ جماعت اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت پھیل چکی ہے اس لئے کسی کو یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ ہمارا خاندان، ہمارا ملک یا ہماری قوم ہی احمدیت کے علمبردار ہیں۔ اب احمدیت کا علمبردار وہی ہے جو نیک اعمال کرنے والا ہے اور خلافت سے چمٹا رہنے والا ہے۔

تین سال کے بعد خلافت کو 100 سال بھی پورے ہو رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت کو بعض دعاؤں کی طرف توجہ

دلائی تھی، تحریک کی تھی۔ میں بھی اب ان دعاؤں کی طرف دوبارہ توجہ دلاتا ہوں۔ ایک تو آپ نے اس وقت کہا تھا کہ سورۃ فاتحہ روزانہ سات بار پڑھیں۔ تو سورۃ فاتحہ کو غور سے پڑھیں تا کہ ہر قسم کے فتنہ و فساد سے اور دجل سے بچتے رہیں۔

پھر رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ کی دعا بھی بہت دفعہ پڑھیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک اور دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو پہلوں میں شامل نہیں تھی کہ رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْهَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّاب۔ یہ بھی دلوں کو سیدھا رکھنے کے لئے بہت ضروری اور بڑی دعا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئے ہیں اور فرمایا ہے کہ یہ دعا بہت پڑھا کرو۔ پھر اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ پڑھیں۔ پھر استغفار بہت کیا کریں۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ پھر درود شریف کافی پڑھیں۔ ورد کریں۔ آئندہ تین سالوں میں ہر احمدی کو اس طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔

پھر جماعت کی ترقی اور خلافت کے قیام اور استحکام کے لئے ضرور روزانہ دو نفل ادا کرنے چاہئیں۔ ایک نفلی روزہ ہر مہینے رکھیں اور خاص طور پر اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ خلافت کو جماعت احمدیہ میں ہمیشہ قائم رکھے۔

اس کے بعد اب میں پھر یہی کہتا ہوں کہ اگر کسی کے دل میں شر ہے تو استغفار کرے اور اسے نکال دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت اس قدر پھیل چکی ہے اور ایمان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہی ہے کہ باوجود رابطوں کی سہولیات نہ ہونے کے انشاء اللہ تعالیٰ خلافت سے دور ہٹانے کی کوئی سکیم، کوئی منصوبہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ضمناً یہ بتا دوں کہ گو میں مشرقی افریقہ کے تین ملکوں کا دورہ کر کے آیا ہوں اور وہاں اندرون ملک غریب جماعتوں تک پہنچنے کی کوشش بھی کی ہے۔ لیکن بعض دوسرے ممالک مثلاً ایتھوپیا، صومالیہ، برونڈی، کانگو، موزمبیق، زیمبیا، زمبابوے وغیرہ کے لوگ بھی وفود کی شکل میں آئے ہوئے تھے اور ان سے بھی ملاقاتیں ہوئی ہیں۔ بعض لوگ تو سفر کی سہولتیں نہ ہونے اور کچی سڑکیں ہونے کے باوجود دو اڑھائی ہزار کلومیٹر کا سفر طے کر کے آئے تھے۔ اور غربت کے باوجود اپنے خرچ کر کے آئے تھے۔ ان کی کوئی مدد نہیں کی گئی۔ دنیاوی لیڈروں اور بادشاہوں کے لئے بھی لوگ جمع ہو جاتے ہیں لیکن بعض جگہ ان کو گھیر کے لایا جاتا ہے۔ پاکستان وغیرہ میں تو اکثر اسی طرح ہوتا ہے، لے کر آ جاتے ہیں اور جانے کے لئے پھر بیچاروں کے پاس پیسے نہیں ہوتے لیکن وہ اپنے ملک کے لوگ ہیں ان کے لئے اکٹھے بھی کر لیتے ہیں۔ لیکن ایک ایسا شخص جو نہ ان کی قوم کا ہے، نہ ان کی زبان جانتا ہے، نہ اور کوئی چیز کامن ہے اگر مشترک ہے تو ایک چیز کہ وہ احمدی ہیں اور خلافت سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ تو اسی لئے وہ اس قدر تردد کر کے آئے تھے اور یقیناً ان کو خلافت سے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کی کوشش کی وجہ سے انہوں نے یہ اتنی تکلیفیں اٹھائیں۔ پس جب تک ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ان تمام نعمتوں سے حصہ لیتی رہے گی جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں جن کے بارہ میں بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہر احمدی کو اخلاص و وفا اور اعمال صالحہ میں بڑھاتا چلا جائے اور ہمیشہ وہ خلافت سے جڑے رہیں۔

اس دورے کے دوران ایک افسوسناک سانحہ بھی ہوا جس کا طبیعت پر بڑا اثر رہا۔ زیمبیا سے ایک وفد آیا ہوا تھا واپس جاتے ہوئے ان کا ایک حادثہ ہو گیا جس میں ہمارے غانین معلم جو وہاں تعینات تھے ابراہیم صاحب، ان کے سمیت پانچ احمدی شہید ہو گئے۔ ان میں ایک غیر احمدی ڈرائیور بھی شامل تھا۔ لیکن اس حادثے نے ان کے ایمان میں کمزوری نہیں پیدا کی بلکہ ان بچنے والوں اور وفات یافتگان کے عزیزوں کا تعلق جماعت سے اور بڑھا ہے۔ اور انہوں نے اس کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سمجھا اور رضا سمجھا اور یہ اظہار کیا کہ موت تو کہیں بھی آ سکتی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جو زندہ ہیں ان کو ایمان میں اور مضبوط کرے اور جو وفات یافتہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت و مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے۔ یہ جو ہمارے غانین مبلغ تھے بہت وفا کا تعلق رکھنے والے، بہت خوبصورت نوجوان تھے۔ ابھی تک میری نظروں کے سامنے ان کا مسکراتا چہرہ گھوم جاتا ہے اور ملاقات کے وقت یہ عزم کر کے گئے تھے کہ ہم نئے سرے سے جماعت کے پیغام اور تربیت کے کام کو آگے بڑھائیں گے۔ ان کے ساتھ ان کی بیچاری پوری فیملی گئی۔ ان کی بیوی اور دو بچے بھی سفر کر رہے تھے۔ موقع پر وہیں ان کی اہلیہ اور ایک بچہ بھی شہید ہو گئے۔ اور ایک بچہ جس کی عمر پانچ سال ہے بچ گیا تھا۔ تو بہرحال اس بچے کے ذہن پر بھی حادثے کا بہت اثر ہو گا۔ اس کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے آئندہ ہر دکھ سے بچائے۔ ان سب کی میّتیں غانا بھجوائی گئی ہیں جہاں ان کی تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سب کے درجات بلند کرے۔ ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔ ابھی جمعہ کی نماز کے بعد میں ان سب کا جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 27/ مئی 2005ء)

خلافت سہارا ہے ہم غمزدوں کا
اسے رکھ سلامت خدائے خلافت

جب جب
قدرت ثانیہ
کا ظہور ہوا

خلفائے مسیح موعود علیہ السلام کے اوّلین خطابات

بہشتی مقبرہ قادیان کے غربی جانب
مقام ظہور قدرت ثانیہ

حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کی دردانگیز تقریر

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نماز جنازہ ادا کئے جانے سے قبل 27/ مئی 1908ء کو حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب کے وجود کی صورت میں قدرت ثانیہ کا ظہور ہوا تو اس موقع پر تشہد اور تعوذ اور آیت وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ (آل عمران 105) کی تلاوت کے بعد آپ نے ایک درد انگیز تقریر کی جس میں فرمایا۔

”میری پچھلی زندگی پر غور کرلو۔ میں کبھی امام بننے کا خواہشمند نہیں ہوا۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم امام الصلوٰۃ بنے تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔ میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے۔ میں دنیا میں ظاہرداری کا خواہشمند نہیں۔ میں ہرگز ایسی باتوں کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہوجائے۔ اس خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں اور قادیان بھی اس لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔ میں نے اسی فکر میں کئی دن گزارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہوگی اس لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں۔ اوّل میاں محمود احمد وہ میرا بھائی بھی ہے میرا بیٹا بھی۔ اس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ قرابت کے لحاظ سے میر ناصر نواب صاحب ہمارے اور حضرت کے ادب کا مقام ہیں۔ تیسرے قریبی نواب محمد علی خاں صاحب ہیں۔ اسی طرح خدمت گذاران دین میں سے .....اور بھی کئی اصحاب ہیں۔“ پھر فرمایا:

”پس میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جن عمائد کا نام لیا ہے ان میں سے کوئی منتخب کرلو میں تمہارے ساتھ بیعت کرنے کو تیار ہوں۔ اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو کہ بیعت بک جانے کا نام ہے۔ ایک دفعہ حضرتؑ نے مجھے اشارۃً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا۔ سو اس کے بعد میری ساری عزت اور سارا خیال انہی سے وابستہ ہوگیا اور میں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔“

آخر میں فرمایا:

”اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعاً و کرہاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔ وہ بیعت کی دس شرائط بدستور قائم ہیں۔ ان میں خصوصیت سے قرآن کو سیکھنے اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے، واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے شامل کرتا ہوں۔ پھر تعلیم دینیات، دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی۔ اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں جس نے فرمایا وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ۔ یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہیں جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مرچکی۔ فقط“

(بدر 7/ جون 1908ء)

کلمات طیبات

حضرت امیرالمومنین میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب فضل عمرؓ کی تقریر جو آپ نے مبائعین کے سامنے کی۔

(مؤرخہ 14۔ مارچ 1914ء)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

سنو!

دوستو! میرا یقین اور کامل یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ میرے پیارو۔ پھر میرا یقین ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ میرا یقین ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص

نہیں آسکتا۔ جو آپ کی دی ہوئی شریعت میں سے ایک شوشہ بھی منسوخ کر سکے۔

میرے پیارو! میرا وہ محبوب آقا سید الانبیاءؐ ایسی عظیم الشان شان رکھتا ہے کہ ایک شخص اس کی غلامی میں داخل ہو کر کامل اتباع اور وفاداری کے بعد نبیوں کا رتبہ حاصل کرسکتا ہے یہ سچ ہے کہ آنحضرت ﷺ ہی کی ایسی شان اور عزّت ہے کہ آپ ﷺ کی سچی غلامی میں نبی پیدا ہوسکتا ہے یہ میرا ایمان ہے اور پورے یقین سے کہتا ہوں۔

پھر میرا یقین ہے کہ قرآن مجید وہ پیاری کتاب ہے جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی ہے اور وہ خاتم الکتب اور خاتم شریعت ہے۔ پھر میرا یقین کامل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہی نبی تھے جس کی خبر مسلم میں ہے اور وہی امام تھے جس کی خبر بخاری میں ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ شریعت اسلامی میں کوئی حصہ اب منسوخ نہیں ہوسکتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال کی اقتدا کرو۔ وہ نبی کریم ﷺ کی دعاؤں اور کامل تربیت کا نمونہ تھے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد دوسرا اجماع جو ہوا۔ وہ وہی خلافت حقہ راشدہ کا سلسلہ ہے۔ خوب غور سے دیکھ لو اور تاریخ اسلام میں پڑھ لو کہ جو ترقی اسلام کی خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوئی جب وہ خلافت محض حکومت کے رنگ میں تبدیل ہوگئی تو گھٹتی گئی۔ یہاں تک کہ اب جو اسلام اور اہل اسلام کی حالت ہے تم دیکھتے ہو۔ تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسی منہاج نبوۃ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ کے وعدوں کے موافق بھیجا اور ان کی وفات کے بعد پھر وہی سلسلہ خلافت راشدہ کا چلا ہے حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نورالدین صاحب ان کا درجہ اعلیٰ علیین میں ہو۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں کروڑ رحمتیں اور برکتیں ان پر نازل کرے جس طرح پر آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت ان کے دل میں بھری ہوئی اور ان کے رگ و ریشہ میں جاری تھی جنت میں بھی اللہ تعالیٰ انہیں پاک وجودوں اور پیاروں کے قرب میں آپ کو اکٹھا کرے اس سلسلہ کے پہلے خلیفہ تھے اور ہم سب نے اسی عقیدہ کے ساتھ ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ پس جب تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا اسلام مادی اور روحانی طور پر ترقی کرتا رہے گا۔ اس وقت جو تم نے پکار پکار کر کہا ہے کہ میں اس بوجھ کو اٹھاؤں اور تم نے بیعت کے ذریعہ اظہار کیا ہے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ میں تمہارے آگے اپنے عقیدہ کا اظہار کروں۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میرے دل میں ایک خوف ہے اور اپنے وجود کو بہت ہی کمزور پاتا ہوں۔ حدیث میں آیا ہے کہ تم اپنے غلام کو وہ کام مت بتاؤ۔ جو وہ کر نہیں سکتا۔ تم نے مجھے اس وقت غلام بنانا چاہا ہے تو وہ کام مجھے نہ بتانا جو میں نہ کرسکوں۔ میں جانتا ہوں کہ میں کمزور اور گنہگار ہوں۔ میں کس طرح دعویٰ کرسکتا ہوں کہ دنیا کی ہدایت کرسکوں گا اور حق اور راستی کو پھیلا سکوں گا۔ ہم تھوڑے ہیں اور اسلام کے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم اور غریب نوازی پر ہماری اُمیدیں بے انتہا ہیں۔ تم نے یہ بوجھ مجھ پر رکھا ہے تو سُنو۔ اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے میری مدد کرو اور وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور فرمانبرداری میں میری اطاعت کرو۔

میں انسان ہوں اور کمزور انسان مجھ سے کمزوریاں ہوں گی تو تم چشم پوشی کرنا۔ تم سے غلطیاں ہوں گی۔ میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر عہد کرتا ہوں کہ میں چشم پوشی اور درگذر کروں گا۔ اور میرا اور تمہارا متحد کام اس سلسلہ کی ترقی اور اس سلسلہ کی غرض و غایت کو عملی رنگ میں پیدا کرنا ہے۔ پس اب جو تم نے میرے ساتھ ایک تعلق پیدا کیا ہے اس کو وفاداری سے پُورا کرو۔ تم مجھ سے اور میں تم سے چشم پوشی خدا کے فضل سے کرتا رہوں گا۔ تمہیں امر بالمعروف میں میری اطاعت اور فرمانبرداری کرنی ہوگی۔ اگر نعوذ باللہ کہوں کہ خدا ایک نہیں تو اسی خدا کی قسم دیتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں ہم سب کی جان ہے وہ وحدہ لاشریک اور لیس کمثلہ شئ ہے اور میری ایسی بات ہرگز نہ ماننا۔

اگر میں تمہیں نعوذ باللہ نبوت کا کوئی نقص بتاؤں تو مت مانیو۔ اگر قرآن کریم کا کوئی نقص بتاؤں تو پھر خدا کی قسم دیتا ہوں، مت مانیو۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جو خدا تعالیٰ سے وحی پا کر تعلیم دی ہے اس کے خلاف کہوں تو تو ہرگز ہرگز نہ ماننا ہاں میں پھر کہتا ہوں کہ امر معروف میں میری خلاف ورزی نہ کرنا۔ اگر اطاعت اور فرمانبرداری سے کام لوگے اور اس عہد کو مضبوط کروگے تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا فضل ہماری دستگیری کرے گا اور ہماری متحد دعائیں کامیاب ہوں گی اور میں اپنے مولیٰ کریم پر بہت بڑا بھروسہ رکھتا ہوں مجھے یقین کامل ہے کہ میری نصرت ہوگی۔ پرسوں جمعہ کے روز میں نے ایک خواب سُنایا تھا کہ میں بیمار ہوگیا اور مجھے ران میں درد محسوس ہوا اور میں نے سمجھا کہ شاید طاعون ہونے لگا ہے تب میں نے اپنا

مسجد نور قادیان جہاں قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا انتخاب ہوا

دروازہ بند کرلیا اور فکر کرنے لگا کہ یہ کیا ہونے لگا ہے۔ میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا۔ انی احافظ کل من فی الدار۔ یہ خدا کا وعدہ آپ کی زندگی میں پورا ہوا۔ شاید خدا کے مسیح کے بعد یہ وعدہ نہ رہا ہو کیونکہ وہ پاک وجود ہمارے درمیان نہیں۔ اسی فکر میں مَیں کیا دیکھتا ہوں یہ خواب نہ تھا بیداری تھی۔ میری آنکھیں کھلی تھیں۔ میں در و دیوار کو دیکھتا تھا کمرے کی چیزیں نظر آرہی تھیں۔ میں نے اسی حالت میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ ایک سفید اور نہایت چمکتا ہوا نور ہے۔ نیچے سے آتا ہے اور اُوپر جاتا ہے نہ اس کی ابتدا ہے نہ انتہاء۔ اُس نور میں سے ایک ہاتھ نکلا جس میں ایک سفید چینی کے پیالہ میں دودھ تھا۔ جو مجھے پلایا گیا۔ جس کے بعد معاً مجھے آرام ہو گیا اور کوئی تکلیف نہ رہی۔ اس قدر حصہ میں نے سُنایا تھا۔ اس کا دوسرا حصہ اس وقت میں نے نہیں سُنایا اب سناتا ہوں وہ پیالہ جب مجھے پلایا گیا تو معاً میری زبان سے نکلا ''میری امت بھی کبھی گمراہ نہ ہوگی''

میری امت کوئی نہیں تم میرے بھائی ہو مگر اس نسبت سے جو آنحضرت ﷺ سے حضرت مسیح موعودؑ کو ہے یہ فقرے نکلے۔ جس کام کو مسیح موعودؑ نے جاری کیا اپنے موقعہ پر وہ امانت میرے سپرد ہوئی ہے۔ پس دُعائیں کرو اور تعلقات بڑھاؤ اور قادیان آنے کی کوشش کرو اور بار بار آؤ۔ میں نے حضرت مسیح موعودؑ سے سُنا اور بار بار سُنا کہ جو یہاں بار بار نہیں آتا اندیشہ ہے کہ اس کے ایمان میں نقص ہو۔ اسلام کا پھیلانا ہمارا پہلا کام ہے مل کر کوشش کرو۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کے احسانوں اور فضلوں کی بارش ہو۔ میں پھر تمہیں کہتا ہوں پھر کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں۔ اب جو تم نے بیعت کی ہے اور میرے ساتھ ایک تعلق حضرت مسیح موعودؑ کے بعد قائم کیا ہے اس تعلق میں وفاداری کا نمونہ دکھاؤ اور مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھو۔ میں ضرور تمہیں یاد رکھوں گا۔ ہاں یاد رکھتا بھی رہا ہوں۔ کوئی دعا میں نے آج تک ایسی نہیں کی جس میں مَیں نے سلسلہ کے افراد کے لئے نہ کی ہو مگر اب آگے سے بھی بہت زیادہ یاد رکھوں گا۔ مجھے کبھی پہلے بھی دعا کے لئے کوئی ایسا جوش نہیں آیا جس میں احمدی قوم کے لئے دعا نہ کی ہو۔ پھر سُنو! کہ کوئی کام ایسا نہ کرو جو اللہ تعالیٰ کے عہد شکن کیا کرتے ہیں۔ ہماری دعائیں یہی ہوں کہ ہم مسلمان جیئں اور مسلمان مریں، آمین۔

(الفضل 21 مارچ 1914ء صفحہ 3،2)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا انتخاب خلافت کے بعد عہد خلافت اور پہلا خطاب

حضرت صاحب نے انتخاب خلافت کے بعد پہلے یہ عہد خلافت دہرایا:

''میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں خلافت احمدیہ پر ایمان لاتا ہوں اور میں ان لوگوں کو جو خلافت احمدیہ کے خلاف ہیں باطل پر سمجھتا ہوں اور میں خلافت احمدیہ کو قیامت تک جاری رکھنے کے لئے پوری کوشش کروں گا اور میں ہر غریب اور امیر احمدی کے حقوق کا خیال رکھوں گا اور قرآن شریف اور حدیث کے علوم کی ترویج کے لئے جماعت کے مردوں اور عورتوں میں ذاتی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی کوشاں رہوں گا۔''

اس عہد کے دہرانے کے بعد حضورؒ نے رقت بھرے الفاظ میں احباب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ ایک عہد ہے جو صمیم قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر، یہ یقین رکھتے ہوئے کہ وہ عالم الغیب ہے، یہ یقین رکھتے ہوئے کہ لعنتی ہے وہ شخص جو فریب سے کام لیتا ہے، میں نے آپ لوگوں کے سامنے دہرایا ہے۔ میں حتی الوسع تبلیغ اسلام کے لئے کوشش کرتا رہوں گا اور آپ میں سے ہر ایک کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کا سلوک کروں گا۔

چونکہ آپ نے مجھ پر ایک بھاری ذمہ داری ڈالی ہے اس لئے میں آپ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی اپنی دعاؤں اور مشوروں سے میری مدد کرتے رہیں گے کہ خدا تعالیٰ میرے جیسے حقیر اور عاجز انسان سے وہ کام لے جو احمدیت کی تبلیغ اسلام کی اشاعت اور توحید الٰہی کے قیام کے لئے ضروری ہے اور اپنی رحمت فرماتے ہوئے میرے دل پر آسمانی نور نازل فرمائے اور مجھے وہ کچھ سکھائے جو انسان خود نہیں سیکھ سکتا۔۔۔۔

میں بڑا ہی کم علم ہوں، نااہل ہوں، مجھ میں کوئی طاقت نہیں، کوئی علم نہیں۔ جب میرا نام تجویز کیا گیا تو میں لرز اٹھا اور میں نے دل میں کہا کہ میری کیا حیثیت ہے؟ پھر ساتھ ہی مجھے یہ خیال آیا کہ ہمارے پیارے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں اپنی بہت سی نعمتوں اور برکتوں سے نوازا تھا فرمایا ہے ؎

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

جب ہمارے پیارے امام نے ان الفاظ میں اپنے خدا کو مخاطب فرمایا ہے اور اس کے حضور اپنے آپ کو کرم خاکی قرار دیا ہے تو میں اس اپنے آپ کو کرم خاکی کہنے والے سے کوئی بھی نسبت نہیں رکھتا لیکن ساتھ ہی مجھے خیال آیا کہ میں بے شک ناچیز ہوں اور ایک بے قیمت مٹی کی حیثیت رکھتا ہوں لیکن اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ مٹی کو بھی نور بخش سکتا ہے اور اس مٹی میں بھی وہ طاقتیں اور قوتیں بھر سکتا ہے جو کسی کے خیال میں بھی نہیں آسکتیں۔ وہ اس مٹی میں ایسی چمک دمک پیدا کر سکتا ہے جو سونے اور ہیروں میں نہ ہو۔

غرضیکہ میرے پاس ایسے الفاظ نہیں جن سے میں اپنی کمزوریوں کو بیان کرسکوں اس لئے آپ دعاؤں سے میری مدد کریں۔ جہاں تک ہو سکے گا میں آپ میں سے ہر ایک کی بھلائی کی کوشش کروں گا۔ اختلاف تو ہم بھائیوں میں بھی ہوسکتا ہے لیکن اختلاف کو انشقاق اور تفرقہ اور جماعت میں انتشار کا موجب نہیں بنانا چاہیے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی کامیابی عطا فرمائی اور جو کام خدا تعالیٰ نے ان کے سپرد کیا انہوں نے پوری طرح نبھایا۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کو ترقی دیں اور اس میں کمزوری نہ آنے دیں۔

(حیات ناصر جلد اوّل 356-355)

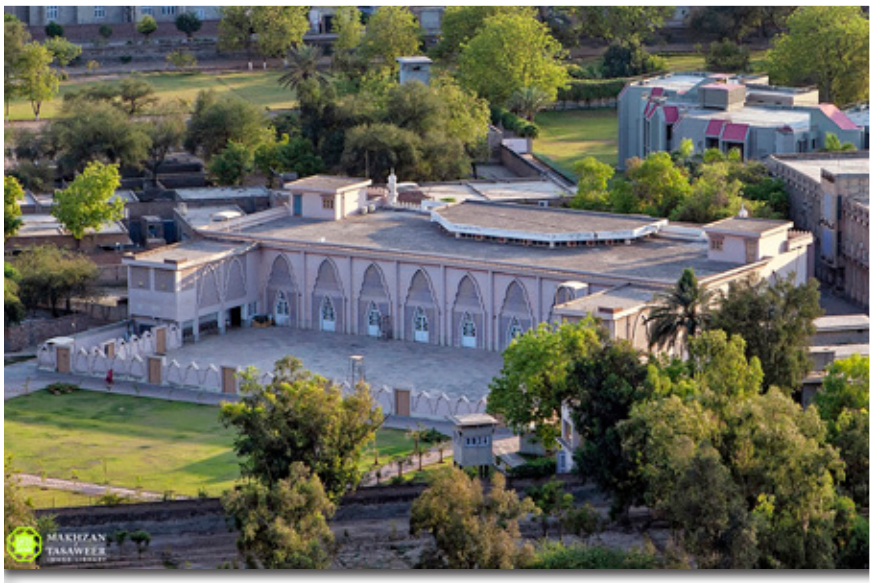

مسجد مبارک ربوہ جہاں قدرت ثانیہ کے تیسرے اور چوتھے مظہر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہما اللہ کا انتخاب ہوا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا یادگار تاریخی خطاب

تشہد وتعوذ اور تسمیہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا۔

”مجھے سیکرٹری صاحب (مجلس شوریٰ۔ناقل) نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ۔(اللہ تعالیٰ ان کے تمام مقاصد کو کامیاب کرے۔تمام نیک کام جن کی بنیادیں انہوں نے رکھیں، ہم سب کو ان کو محض رضائے باری تعالیٰ کے جذبے سے معمور ہو کر پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے) کا انتخاب ہوا تو آپ نے سب سے پہلے مختصر خطاب فرمایا اور اس کے بعد بیعت لی۔میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ اپنے لئے بھی دعا کریں اور میرے لئے بھی دعا کریں کہ۔ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (البقرہ آیت 287)

یہ ذمہ داری اتنی سخت ہے، اتنی وسیع ہے اور اتنی دل ہلا دینے والی ہے کہ اس کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بستر مرگ پر آخری سانس لینے کے قریب یہ فقرہ ذہن میں آجاتا ہے۔اَللّٰھُمَّ لَا لِیْ وَلَا عَلَیَّ ۔ یہ درست ہے کہ خلیفۂ وقت خدا بناتا ہے اور ہمیشہ سے میرا اسی پر ایمان ہے اور مرتے دم تک، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسی پر ایمان رہے گا۔ یہ درست ہے کہ اس میں کسی انسانی طاقت کا دخل نہیں اور اس لحاظ سے بحیثیت خلیفہ اب میں نہ آپ کے سامنے، کسی کے سامنے جواب دہ ہوں گا، نہ جماعت کے کسی فرد کے سامنے جوابدہ ہوں۔لیکن یہ کوئی آزادی نہیں کیونکہ میں براہِ راست اپنے رب کے حضور جوابدہ ہوں۔آپ تو میری غلطیوں سے غافل ہو سکتے ہیں۔آپ کی میرے دل پر نظر نہیں۔آپ شاہد وغائب کی باتوں کا علم نہیں جانتے۔میرا رب میرے دل کی پاتال تک دیکھتا ہے۔اگر جھوٹے عذر ہوں گے تو انہیں قبول نہیں فرمائے گا۔اگر اخلاص اور پوری طرح وفا کے ساتھ، تقویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے مَیں نے کوئی فیصلہ کیا تو اس کے حضور صرف وہی پہنچے گا۔اس لئے میری گردن کمزوروں سے آزاد ہوئی، لیکن کائنات کی سب سے طاقتور ہستی کے حضور جھک گئی اور اس کے ہاتھوں میں آئی ہے۔

یہ کوئی معمولی بوجھ نہیں۔میرا سارا وجود اس کے تصور سے کانپ رہا ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی رہے۔اُس وقت تک زندہ رکھے جس وقت تک میں اُس کی رضا پر چلنے کا اہل ہوں اور توفیق عطا فرمائے کہ ایک لحہ بھی اس کی رضا کے بغیر میں نہ سوچ سکوں، نہ کر سکوں۔وہم وگمان بھی مجھے اس کا پیدا نہ ہو۔سب کے حقوق کا خیال رکھوں اور انصاف کو قائم کروں جیسا کہ اسلام کا تقاضا ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ انصاف کے قیام کے بغیر احسان کا قیام بھی ممکن نہیں اور احسان کے قیام کے بغیر وہ جنت کا معاشرہ وجود میں نہیں آسکتا جسے ایتائی ذی القربیٰ کا نام دیا گیا ہے۔اس لئے سب دعائیں کریں۔پیشتر اس کے کہ میں بیعت کا آغاز کروں میں چاہتا ہوں کہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے درخواست کروں کہ صحابہ کی نمائندگی میں آگے تشریف لا کر پہلا ہاتھ وہ رکھیں۔میری خواہش ہے، میرے دِل کی تمنا ہے کہ وہ ہاتھ جس نے سیدنا (حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام) کے ہاتھوں کو چھوا ہے وہ پہلا ہاتھ ہو جو میرے ہاتھ پر آئے۔حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں۔اس کے بعد بیعت کا آغاز ہوگا“۔

(ماہنامہ خالد سید ناطاہر نمبر بحوالہ الفضل مؤرخہ 19/ جون 1982ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پہلا خطاب

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے حلف اٹھانے کے بعد وہیں کھڑے کھڑے دس بج کر پچاس منٹ پر اراکین مجلس خلافت سے خطاب فرمایا۔ سب سے پہلے آپ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی۔سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے دوران آپ نے اھدنا الصراط المستقیم ۔ صراط الذین انعمت علیھم کے الفاظ تین مرتبہ دہرائے۔بعد ازاں فرمایا:

”آج جس کام کے لئے یہاں مجھے لایا گیا ہے قطعاً اس کا علم نہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے علم وعرفان کو آپ سنتے رہے، دیکھتے رہے۔خاکسار میں تو کسی بھی قسم کا علم نہیں ہے۔بہرحال یہاں کیونکہ قواعد میں کسی قسم کی معذرت کی اجازت نہیں اس لئے خاموشی سے اس کو قبول کرنے کے سوا چارہ نہیں۔آپ لوگوں سے یہ درخواست

مسجد فضل لندن جہاں قدرت ثانیہ کے پانچویں مظہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہوا

ہے کہ اگر خدا کو حاضر ناظر جان کر اس یقین کے ساتھ کہ خاکسار یہ فریضہ ادا کرسکتا ہے خاکسار کو اس مقصد کے لئے، اس کام کے لئے مقرر کیا ہے تو آپ سے درخواست ہے میری مدد فرمائیں دعاؤں کے ذریعے۔ نہایت عاجز انسان ہوں۔ دعاؤں کے بغیر یہ سلسلہ چلنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے کہ آپ لوگوں کے لئے دعا کرسکوں۔ جو عہد ابھی کیا ہے اس پر پورا اتر سکوں۔ اور آپ لوگوں سے بھی درخواست ہے کہ دعاؤں سے، دعاؤں سے، بہت دعاؤں سے میری مدد کریں۔ اب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے الفاظ میں ہی ایک فقرہ اور کہتا ہوں کہ میری گردن اب خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ براہِ راست خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے محض اور محض اپنے فضل سے ان کاموں کو کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اس کی رضا کے کام ہوں، آمین۔" (روزنامہ الفضل ربوہ 5/دسمبر 2003ء)

یوم خلافت منانے کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ارشاد

(مرسلہ: مولانا حیدر علی صاحب ظفر نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی)

حضرت مصلح موعودؓ نے اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ 21/اکتوبر 1956ء کے موقع پر ارشاد فرمایا:

خلافت کی برکات کو یاد رکھیں اور کسی چیز کو یاد رکھنے کے لئے پرانی قوموں کا یہ دستور ہے کہ وہ سال میں اس کے لئے خاص طور پر ایک دن مناتی ہیں۔ مثلاً شیعوں کو دیکھ لو وہ سال میں ایک دفعہ تعزیہ نکال لیتے ہیں تا قوم کو شہادت حسین کا واقعہ یاد رہے۔ اسی طرح میں بھی خدام کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سال میں ایک دن خلافت ڈے کے طور پر منایا کریں۔ اس میں وہ خلافت کے قیام پر شکریہ ادا کریں اور اپنی پرانی تاریخ کو دہرایا کریں.... اگر سال میں ایک دفعہ خلافت ڈے منا لیا جایا کرے تو ہر سال چھوٹی عمر کے بچوں کو پرانے واقعات یاد ہو جایا کریں گے۔ پھر تم یہ جلسے قیامت تک کرتے چلے جاؤ تا جماعت میں خلافت کا ادب اور اس کی اہمیت قائم رہے۔ (الفضل یکم مئی 1957ء صفحہ 4)

خلافتِ احمدیہ کے سو سال

خورشید جو بجھا تو طلوعِ قمر ہوا
روشن خدا کے نور سے یوں ہر نگر ہوا

تکمیلِ فرض کرکے چلا خلد کو جو ایک
تو دوسرا ستارا نویدِ سحر ہوا

احمدؑ تیری دعا سے ہم خوش نصیب ہیں
جب غم ملا کوئی تو کوئی چارہ گر ہوا

نہ مشکلوں کا ڈر نہ اندھیروں کا خوف ہے
نورِ خدا یہ جب سے میرا ہمسفر ہوا

آساں ہیں راستے اور منزل ہے زیرِ پا
جب راہنما خلیفۂ راشد خضر ہوا

یکجہتی ارتقا کہ خلافت کے دم سے ہے
برکت سے جس کی حق کا شجر سبز تر ہوا

دیکھو اے مومنو کہ خلافت کے فیض سے
سر دین کا بلند بہ رشک و فخر ہوا

احمدؑ کے گلستاں پہ ہمیشہ رہے بہار
یہ آبِ مصطفیٰ سے با برگ و ثمر ہوا

"سجدے کا اذن دے کے مجھے تاجور کیا"
قدموں میں تیرے خاک ہوا تو معتبر ہوا

(مہدی علی قمر شہید)

رپوتاژ

جامعہ احمدیہ کی سہ ملکی تقریب تقسیم اسناد

نامہ نگار خصوصی کے قلم سے

29 / مارچ 2019ء کی خوبصورت صبح انگلستان کے علاقے سرے (Surrey) کے گھنے جنگل میں ہیزل مئیر (Haslemere) کی چھوٹی سی پہاڑی پر واقع سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جاری کردہ جامعہ احمدیہ کی ایک شاخ پر بہار اپنے عروج پر تھی۔ آج یہاں دوسری ایسی تقریب تقسیم اسناد (Convocation) ہونے جارہی تھی جس میں انگلستان کے علاوہ جرمنی اور کینیڈا کی جامعات سے 2018ء میں فارغ التحصیل ہونے والے شاہدین کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک سے اسناد عطا ہونی تھیں۔ بیرونی سڑک سے جامعہ کی پہاڑی کی طرف بل کھاتے راستہ سے ہوتے ہوئے جامعہ کے احاطہ میں داخل ہوتے ہی اس بہار کا نظارہ ہوگیا۔ ہر طرف چہل پہل تھی، مہمان تشریف لارہے تھے اور صاف ستھرے یونیفارم میں ملبوس جامعہ احمدیہ برطانیہ کے چاک وچوبند طلبہ ان مہمانوں کا استقبال کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر انتظامی امور میں بڑی ذمہ داری کے ساتھ مصروف تھے۔ مہمانوں کو سب سے پہلے ایک بڑے کمرے میں لے جایا جاتا جہاں ان کی تواضع کے لئے چائے، کافی اور دیگر لوازمات کا انتظام تھا۔ اس کے بعد مہمانوں کو اس ہال یا آڈیٹوریم میں لایا جاتا جہاں کچھ دیر بعد تقریب ہونے والی تھی۔ یہاں خوبصورتی سے سجایا گیا سٹیج پیارے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا منتظر تھا۔ بظاہر چھوٹی سی جگہ میں حاضرین کے لئے مجموعی طور پر ساڑھے چھ سو کرسیوں کا انتظام نہایت منظم طور پر کیا گیا تھا۔ پہلی قطار مہمانان خاص کے لئے تھی اس کے بعد تینوں جامعات کے شاہدین ترتیب کے ساتھ بٹھائے گئے تھے۔ ان کے بعد ان طلباء کے والد صاحبان تشریف فرما تھے جبکہ ان کی والدات، بیگمات اور دیگر خواتین الگ مارکی میں تشریف فرما تھیں۔ دیگر مہمان جن میں مقامی جماعت کے عہدیداران اور بیرون ملک سے آئے ہوئے مہمان شامل تھے، بھی اسی جگہ میں تشریف رکھتے تھے جبکہ طلبہ جامعہ یو کے ہال کے گرداگرد سیڑھیوں اور اس کے چبوترے پر سجائی گئی کرسیوں پر اس طرح بٹھائے گئے تھے کہ ہر ایک کا رخ پیارے آقا کی طرف ہو۔ ہال کو تینوں ممالک کے جھنڈوں کے علاوہ مختلف بینرز کے ساتھ سجایا گیا تھا جو علم وعمل کا پیغام دے رہے تھے۔ غرضیکہ جسمانی لحاظ سے سارا ماحول صاف ستھرا، منظم و مرتب اور روحانی اعتبار سے دعاؤں اور ذکر الٰہی سے معمور تھا۔

اسی سماں میں عین اپنے وقت پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے اور آپ نے کرسی پر رونق افروز ہوتے ہی طلعت صیام صاحب کا نام پکارا جنہوں نے قرآن کریم کی نہایت خوبصورت آواز اور جاندار انداز میں تلاوت کرنے کی سعادت پائی۔ ان کے بعد عدیل طیب صاحب نے پورے نستعلیق لہجے میں اردو ترجمہ پیش کیا۔ پھر حضور انور کے ارشاد پر دانیال تصور صاحب نے حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم پاکیزہ کلام ع جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا بے حد خوش الحانی سے سنا کر داد تحسین حاصل کی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ کے ارشاد پر جامعہ کینیڈا و جرمنی کے پرنسپل صاحبان مکرم اسناد سے خطابات پر مشتمل لائحہ عمل اور شاہد کی سندات عطا فرمائیں۔

اس موقع پر جامعہ احمدیہ کینیڈا سے فارغ التحصیل ہونے والے چھ، جامعہ احمدیہ یوکے سے سترہ جبکہ جامعہ احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعہ یوکے اور جامعہ جرمنی سے تعلیم حاصل کرنے اور تربیت پانے والے دو شاہدین مکرم عبدالقدوس عارف صاحب اور مکرم احمد کمال صاحب کے سپرد تو اس وقت اپنے اپنے ملک میں صدر

جامعہ احمدیہ جرمنی سے فارغ التحصیل ہونے والے شاہدین 2018ء اپنے آقا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے انعامات و اسناد حاصل کرتے ہوئے

مولانا داؤد احمد حنیف صاحب اور مکرم مولانا شمشاد احمد قمر صاحب اور مکرم ظہیر احمد خان صاحب صدر تعلیمی کمیٹی جامعہ یوکے نے اپنی اپنی سالانہ کارکردگی کی رپورٹس پیش کیں اور حضور انور کی خدمت میں درخواست کی کہ سال 2018ء کے شاہدین کو اپنے دست مبارک سے تفسیر صغیر، حضور انور ایدہ اللہ کے جامعات کی تقاریب تقسیم

جرمنی کے اٹھارہ شاہدین نے اپنے آقا سے مذکورہ بالا انعامات حاصل کرنے کی سعادت پائی، الحمد للہ۔ جامعہ احمدیہ جرمنی کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے شاہدین کی یہ چوتھی کلاس تھی اور اس وقت تک مجموعی طور پر جامعہ جرمنی سے اکسٹھ طلبہ فارغ التحصیل ہو کر میدان عمل میں نہایت مفید اور مؤثر خدمت دین کی توفیق پا رہے ہیں۔

خدام الاحمدیہ جیسی اہم ذمہ داریاں بھی ہیں، الحمد للہ۔

انعامات و اسناد عطا فرمانے کے بعد سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے دلوں میں اُتر جانے والا نہایت بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ حضور انور نے فارغ التحصیل ہونے والے شاہدین کو ان کی بطور مربی سلسلہ ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بنیادی نصیحت

فرمائی کہ خواہ کیسے ہی حالات ہوں، کیسی ہی صورت حال پیش آئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہمیشہ اور ہر حالت میں وفا کرنی ہے۔حضور انور نے آیت کریمہ وابراھیم الذی وفّیٰ کے حوالہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آنے والی مشکلات کا مختصراً ذکر فرما کر بڑی وضاحت سے وفا کا مضمون سمجھایا۔ اس کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی نظم ع عہد شکنی نہ کرو، اہل وفا ہو جاؤ، میں بیان ہونے والا مضمون بھی بیان فرمایا۔ اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یہ توقع بھی یاد دلائی کہ دنیوی آلائشوں سے اپنے آپ کو پاک کرنا ہوگا ۔اپنے اندر اعتماد اور جرات پیدا کرنے کی بھی نصیحت فرمائی اور فرمایا کہ جہاں شریعت پر عمل نہ ہو رہا ہو وہاں آپ نے ہمت کر کے اس پر عمل کروانا ہے اور اس کے لئے عہدیداروں کو بھی مناسب طور پر سمجھانا ہوگا۔حضور انور نے ان مربیان سلسلہ کو ہمیشہ اپنا علم بڑھاتے چلے جانے، روزانہ معمولات کو منظم کرنے اور اپنے اندر ہمدردی خلق کا ایسا جذبہ پیدا کرنے کی نصیحت فرمائی کہ اس شعر کے مصداق بن جائیں۔

قطب کا کام دوتم ظلمت و تاریکی میں
بھولے بھٹکوں کے لئے رہنما ہو جاؤ

غرضیکہ پچاس منٹ تک جاری رہنے والے خطاب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس قدر گہرائی اور تفصیل سے ہدایات عطا فرمائیں کہ وہ میدان عمل میں اترنے والے ان مجاہدین کے لئے ایک جامع لائحہ عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

خطاب کے آخر پر حضور انور نے اجتماعی دعا کرائی اور اس کے بعد شاہدین اور طلبہ جامعہ کے ساتھ مختلف گروپس کی صورت میں تصاویر ہوئیں۔ اس دوران سب مہمان جامعہ احمدیہ کی مسجد میں پہنچ کر صفیں بنا چکے تھے جہاں چند منٹ میں حضور انور نے تشریف لا کر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے فوراً بعد جامعہ کے لان میں لگی بڑی مارکی میں حضور تشریف لے گئے جہاں دوپہر کے کھانے کا انتظام تھا۔ اس موقع پر تمام مہمانان کو بھی حضور انور کے ساتھ کھانا تناول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور اس کے ساتھ ہی یہ بابرکت تقریب اختتام پذیر ہوئی، الحمدللہ۔

اس تقریب کو نہایت کامیابی کے ساتھ باوقار اور نہایت منظم طور پر منعقد کرنے کے لیے جامعہ احمدیہ یوکے کی انتظامیہ اور طلبہ کی خدمت میں مبارک باد پیش ہے، اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم سے نوازے اور ان کی ہر طرح کی صلاحیتوں میں برکت بخشے، آمین۔

تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں

وہ بھی ہیں کچھ جو کہ تیرے عشق سے مخمور ہیں دنیوی آلائشوں سے پاک ہیں اور دور ہیں
دنیا والوں نے انہیں بے گھر کیا بے در کیا پھر بھی ان کے قلب حُبِّ خلق سے معمور ہیں
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں

اک طرف تیری محبت اک طرف دنیا کا درد دل پھٹا جاتا ہے سینے میں ہے چہرہ زرد زرد
ہیں لگے رہتے دعاؤں میں وہ دن بھی رات بھی ہیں زمین و آسماں میں پھر رہے وہ رَہ نَوَرد
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں

بادۂ عرفاں سے تیری ان کے سر مخمور ہیں جذبۂ الفت سے تیرے ان کے دل معمور ہیں
ان کے سینوں میں اُٹھا کرتے ہیں طوفاں رات دن وہ زمانہ بھر میں دیوانے ترے مشہور ہیں
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں

فکرِ خود سے فکرِ دنیا کے لیے آزاد ہیں شاد کرتے ہیں زمانہ بھر کو خود ناشاد ہیں
دنیا والوں کی نظر میں پھر بھی ٹھہرے ہیں حقیر ہیں گنہ لازم مگر سب نیکیاں برباد ہیں
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں

بند کر کے آنکھ دنیا کی طرف سے آج وہ رکھ رہے ہیں تیرے دیں کی سب جہاں میں لاج وہ
تیری خاطر سہہ رہے ہیں ہر طرح کی ذلتیں پر ادا کرتے نہیں شیطاں کو ہر گز باج وہ
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں

جن کو سمجھی تھی برا دنیا وہی تیرے ہوئے شیر کی مانند اُٹھے ہیں وہ اب بپھرے ہوئے
نام تیرا کر رہے ہیں ساری دنیا میں بلند جاں ہتھیلی پر دھرے سر پر کفن باندھے ہوئے
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں

کلام محمود

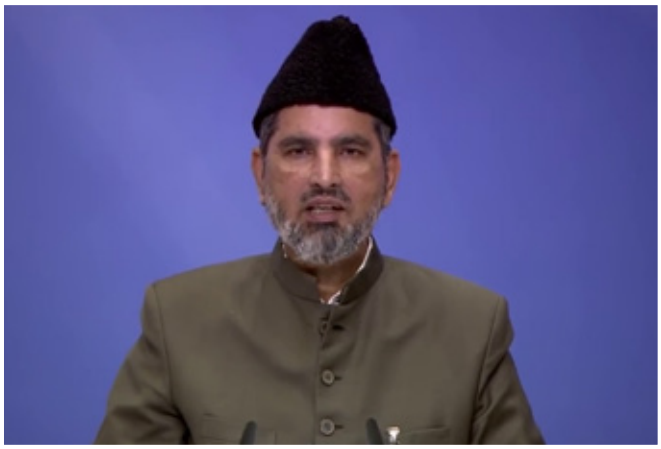

اطاعت خلافت
کامرانی کی کلید

مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب، ناظر دعوت الی اللہ مرکزیہ قادیان

تقریر برموقعہ جلسہ سالانہ جرمنی 2018ء

اخلاص ہے ، دستور غلامان خلافت تسلیم سے مشروط ہے ، پیمان خلافت ہے اہلِ وفا کی ، یہ محبت کا تقاضا ہوتی رہے پابندی ، فرمان خلافت

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ (النساء۔60)

جو آیات آپ نے سماعت فرمائیں ان میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔ اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے، تو اس نے ایک بڑی کامیابی کو پا لیا۔ تقریر کا عنوان ''اطاعت خلافت، کامرانی کی کلید'' قرآن مجید کے الفاظ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا۔ (الاحزاب آیت 72) کے عین مطابق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی فوز عظیم، کامیابیاں اور کامرانیاں اللہ اور رسول کی اطاعت کے ساتھ مشروط کر دی ہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ مسلمان خواہ ان کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو، اللہ تعالیٰ اور رسول کے کسی حکم اور تعلیم کی نافرمانی کریں اور پھر وہ یہ توقع رکھیں کہ وہ دنیا میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

''(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) اے محمد رسول ﷺ ہم نے چونکہ تجھے کبھی نہیں چھوڑنا اس لئے ہم تیری قوم کو بھی کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ اور وہ بغیر مذہب کی درستی کے دنیا میں کبھی ترقی نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ اگر ہم مذہب کے بغیر ہی ان کو ترقی دے دیں تو وہ غلطی سے یہ سمجھ لیں گے کہ خدا تعالیٰ ہم سے خوش ہے اور وہ دین سے اور بھی دور جا پڑیں گے۔''

(تفسیر کبیر سورۃ الضحیٰ جلد 9 صفحہ 85)

عصر حاضر میں مسلمانوں کے 72 فرقوں نے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے بہت سے احکامات اور تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے اور نافرمانیوں اور تمرد میں بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ اس لئے ان کی روحانی، دینی و دنیاوی اور اخلاقی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ایک اہم حکم جس کی انہوں نے نافرمانی کی اور بدستور کر رہے ہیں وہ یہ تھا کہ قرآن مجید کی سورۃ آل عمران آیت نمبر 82 اور سورۃ الاحزاب آیت نمبر 8 میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ مسلمانوں سے ایک اہم میثاق اور عہد لیا تھا کہ جب بھی تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو میرا مصدّق ہو تو اس کا انکار نہیں کرنا۔ بلکہ ضرور اس کی مدد کرنا لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو چودھویں صدی ہجری کے شروع میں مسیح موعود و مہدی موعود اور اُمتی نبی و رسول بنا کر بھیجا۔ اور آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے 14 ویں صدی ہجری کے چھٹے سال مؤرخہ 20 رجب 1306ھ بمطابق 23 مارچ 1889ء کو جماعت احمدیہ مسلمہ کی بنیاد رکھی اور مسلمانوں کو بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی تاکید فرمائی اور پھر ایک موقع پر فرمایا:ؔ

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حصار

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی عصر حاضر کے مسلمانوں کو دجّال اور یاجوج ماجوج کے فتنوں سے آگاہ فرمایا تھا۔ نیز مسلمانوں کے علماء کے بگڑ جانے اور ان کی طرف سے فتنہ اور شر پیدا کرنے کی بھی خبر دی تھی۔ اور یہ انتباہ بھی فرمایا کہ مسلمان 73 فرقوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا

لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ

(مشکوۃ کتاب العلم)

یَکُوْنُ فِی اُمَّتِیْ فَزَعَةٌ فَیَصِیْرُ النَّاسُ اِلٰی عُلَمَاءِ هِمْ فَاِذَا هُمْ قِرَدَةٌ وَخَنَازِیْر

(الدر المنثور فی التاویل بالماثور (المولف) عبد الرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی۔ باب 16، جزء: 9، صفحہ 194)

یُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعِیَ عَلَیْكُمْ كَمَا تَدَاعِیَ الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا

(سنن ابو داؤد کتاب الملاحم)

وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ!لَتَفْتَرِقَنَّ أُمَّتِی عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَةً۔وَاحِدَةٌ فِی الْجَنَّةِ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِی النَّارِ۔ قِیْلَ:یَارَسُولَ اللّٰهِ!مَنْ هُمْ؟قَالَ اَلْجَمَاعَةُ

(سنن ابن ماجہ (محمد بن یزید القزوینی) کتاب الفتن باب افتراق الامم)

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جب کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ میری اُمت پر ایک زمانہ اضطراب اور انتشار کا آئے گا۔ لوگ اپنے علماء کے پاس راہنمائی کی امید سے جائیں گے تو وہ انہیں بندروں اور سؤروں کی طرح پائیں گے۔ ان علماء کا اپنا کردار انتہائی خراب اور قابل شرم ہو گا۔ ایسے زمانے میں دنیا کی سب قومیں مسلمانوں پر اس طرح حملہ آور ہوں گی جیسے بھوکی کھانے والی اپنے برتن کی طرف۔ صحابہؓ نے سوال کیا، کیا ایسا اِس وجہ سے ہو گا کہ اُس زمانہ میں مسلمانوں کی تعداد کم ہو جائے گی؟ حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا۔ تعداد تو بہت ہو گی مگر مسلمانوں کی حیثیت پانی پر پڑے جھاگ کی طرح ہو گی یعنی عالمی سیاست میں اُن کی کوئی قدر و قیمت نہ ہو گی۔ وہ خدا جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے۔ مسلمان تہتّر 73 فرقوں میں بٹ جائیں گے ایک جنت میں ہو گا اور (72) بہتّر آگ میں ہونگے۔ سوال کیا گیا وہ جنتی فرقہ کونسا ہو گا؟ تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ ایک جماعت ہو گی۔

حضرت محمد ﷺ نے جنتی فرقہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ ایک جماعت ہو گی۔ آج مسلمانوں کے فرقوں میں سے ہر فرقہ جماعت ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ لہٰذا یہ فیصلہ کون کرے گا کہ جنتی فرقہ کون سا ہے۔ اس کا فیصلہ بھی رسولِ خدا ﷺ نے فرما دیا ہے۔ جماعت کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے حضور ﷺ کے سکھائے ہوئے طریقہ، نماز باجماعت پر غور کرنا ہو گا۔ ایک مسجد میں اگر ایک سو نمازی جمع ہو جائیں اور اُن میں سے 95 نمازی صفوں میں کھڑے ہو کر بغیر کسی کو امام بنائے اپنی اپنی نماز پڑھ لیں تو اُن کی نماز، نماز باجماعت نہیں کہلائے گی۔ باقی پانچ نمازی مسجد کے کسی دوسرے کونے میں اپنے میں سے ایک کو امام بنا کر نماز ادا کر لیں تو اُن پانچ کی نماز، نماز باجماعت کہلائے گی۔

مسلمانوں کی اس مثال سے سمجھ لینا چاہئے کہ حقیقی جماعت جس کے جنتی ہونے کی حضرت محمد ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی، اس سے مراد وہ جماعت ہے جس کے امام، امام مہدی علیہ السلام ہوں گے۔ اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے امام بنایا ہو گا۔ اور اس امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں حضرت محمد ﷺ نے مسلمانوں کو تاکیدی حکم دیا تھا کہ:

فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللهِ الْمَهْدِيُّ

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الفتن، باب خروج المھدی حدیث نمبر 4084)

کہ جب تم امام مہدی علیہ السلام کو دیکھو تو ان کی بیعت کرنا خواہ برف پر سے گھٹنوں کے بل اُن (یعنی حضرت امام مہدی علیہ السلام) تک جانا پڑے۔ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔

عصر حاضر میں مسلمانوں کو دین اور دنیا میں کامرانی تب ہی مل سکتی ہے جب وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام جو خلیفۃ اللہ ہیں، ان کی کامل اطاعت اور اتباع کریں گے۔ حضرت محمد ﷺ نے ایک صحابی حضرت حذیفہؓ کے سوال کے جواب میں ہر زمانہ کے مسلمانوں کو یہ حکم دیا تھا کہ جب مسلمانوں میں فتنہ فساد، قتل و غارت انتہا کو پہنچ جائے تو تُم پر لازم ہے کہ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ کہ مسلمانوں کی جماعت اور اُن کے امام کی بیعت کر کے اس سے وابستہ ہو جانا۔ پھر فرمایا۔ "ثُمَّ يَنْشَأُ دُعَاةُ الضَّلَالِ، فَإِنْ كَانَ لِلّٰهِ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةٌ جَلَدَ ظَهْرَكَ وَأَخَذَ مَالَكَ فَأَطِعْهُ

(مشکوٰۃ کتاب الفتن۔ رَوَاہُ اَبُو دَاوٗد)

ایک زمانہ آئے گا کہ گمراہی اور ضلالت کی طرف دعوت دینے والے پیدا ہو جائیں گے۔ اگر زمین میں اللہ کی طرف سے کوئی خلیفہ ہو، خواہ وہ تمہاری پیٹھ پر کوڑے مارے اور تمہارا مال چھین لے تب بھی اس کی اطاعت کرنا۔

آج کل مسلمانوں کے تقریباً تمام ممالک فتنہ وفساد اور دہشت گردی کی آگ میں جل رہے ہیں۔ کہیں امن و سکون نہیں ہے۔ سیریا کو یاجوج ماجوج اور دجالی طاقتوں نے جلا کر راکھ کر دیا ہے۔ افغانستان اور عراق کی زمین کو اس طرح دھن کر رکھ دیا ہے جیسے روئی دھننے والا روئی دھنتا ہے۔ مصر، لیبیا، فلسطین، الجزائر کو تباہ و برباد کر دیا گیا ہے۔ بھوک اور افلاس کے مارے یمن کے لوگوں کو خطرناک آتشی ہتھیاروں کے ذریعہ دھوئیں کی طرح اڑایا جا رہا ہے۔ اسلام مخالف طاقتیں خود ہی دہشت گرد بناتی ہیں اور انہیں اپنے مفادات کی خاطر ٹریننگ دیتی ہیں اور پھر دہشت گردی کے نام پر ان کا خاتمہ کرتی ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کو دنیا کے سامنے خوفناک شکل میں پیش کرتی ہیں۔

مسلمان اس حقیقت کو ذہن نشین کر لیں کہ ان پر یہ تمام مصائب خلافت اسلامیہ احمدیہ کی عدم اطاعت اور نافرمانی کا نتیجہ ہیں۔ اور یہ بھی سمجھ لیں کہ ان مصائب سے بچاؤ کا واحد ذریعہ وہ ڈھال ہے جسے سیدنا حضرت محمد ﷺ نے ڈھال قرار دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

اِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهٖ وَيُتَّقٰى بِهٖ کہ امام ایک ڈھال ہوتا ہے۔ اسی کے پیچھے رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے اور اس کے حملوں سے بچا جا سکتا ہے۔ اور یہی وہ الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى ہے جو ہر طرح کی کامیابی اور کامرانی کی کلید ہے۔ اسی ضمن میں ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مسلمانوں کو یہ درد بھری نصیحت فرمائی تھی کہ:

"میں سمجھتا ہوں کہ یہ ادبار اور تنزل کا دور اور یہ بار بار کے مصائب حقیقت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کا نتیجہ ہیں۔۔۔۔۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ خواہ معاملات کتنے ہی بگڑ چکے ہوں اگر آج تم خدا کی قائم کردہ قیادت (یعنی خلافت) کے سامنے سرِ تسلیم خم کر لو تو نہ صرف یہ کہ دنیوی لحاظ سے تم ایک عظیم طاقت کے طور پر ابھرو گے بلکہ تمام دنیا میں اسلام کے غلبہ نو کی ایسی عظیم تحریک چلے گی کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔"

(خطبہ جمعہ 13 اگست 1990ء اسلام آباد، خلیج کا بحران اور نظام نو صفحہ 8)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے کسی انسان کے لئے

دائمی طور پر بقاء نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں۔ ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تاقیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا، تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔

(شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

اسی طرح قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کہ اللہ ان کو خلیفہ بنادے گا۔ ہر خلیفہ کو اللہ تعالیٰ اپنی تقدیر خاص سے مسند خلافت پر متمکن فرماتا ہے، اور پھر ظلی طور پر اسے رسول کی صفات سے متصف فرماتا ہے اور اس کی تائید و نصرت فرماتا ہے۔

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم خلافت خامسہ کے بابرکت دور سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ ہم اپنی اس سعادت مندی پر اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان ہے ''خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے'' اس ارشاد کی روشنی میں ہم میں سے ہر ایک پر یہ لازم اور فرض ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نصر اللہ نصرہ العزیز کی اسی طرح اطاعت اور فرمانبرداری کرے جس طرح دور اوّل کے صحابہ کرامؓ حضرت محمد ﷺ کی اور دور ثانی کے صحابہ کرامؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (آل عمران 120) کہ اللہ تعالیٰ سینوں کی باتوں کا خوب علم رکھتا ہے۔

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِی بِیْ

(متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ باب ذکر اللہ عزّ وجل وتقریب الیہ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے میرے بارے میں جو خیالات و نظریات اور گمان ہیں ان کے مطابق نتائج ظاہر کرتا ہوں۔ لہٰذا ہر ایک نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کامل اطاعت و فرمانبرداری اس نیت سے کرنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنی ہے کہ حضور کی منشاء مبارک کے مطابق حضور کے ہر حکم کے بجالانے کی سمجھ اور توفیق عطا فرما۔ یہ بات حتمی اور یقینی ہے کہ مثبت اور منفی نتائج اللہ تعالیٰ نے ہی ظاہر کرنے ہوتے ہیں۔ اور وہ ہر انسان کے دل میں جتنا معیار اطاعت ہوگا اسی کے مطابق کامرانیاں، کامیابیاں اور فوز عظیم عطا کرے گا۔

حضرت محمد ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کی معیار اطاعت کے مطابق ہی اللہ تعالیٰ نے ان کو بلند ترین مراتب عطا فرمائے تھے۔ منافقین اور لاہوری طبقہ بھی بظاہر اطاعت کرتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا معاملہ دل میں جذبہ اطاعت کے معیار کے مطابق ہوا۔ اس راز کو ہمیں اچھی طرح ذہن نشین کرتے رہنا چاہیے۔ اگر ہماری اطاعت محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوگی تو وہ بے انتہا اجر و ثواب کے علاوہ اس دنیا میں بھی وہ کامرانیاں ہمیں عطا کرے گا جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

اطاعت کرنے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے افراد جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اطاعت کوئی چھوٹی سی بات نہیں اور سہل امر نہیں۔ یہ بھی ایک موت ہوتی ہے۔ جیسے ایک زندہ آدمی کی کھال اتاری جائے ویسی ہی اطاعت ہے۔''

(الحکم 31/اکتوبر 1902ء صفحہ 10)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اطاعت خلافت جو کہ کامرانی کی کلید ہے کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

''خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اسی وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے۔ جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں تمام سکیمیں اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔

(الفضل 31/جنوری 1936ء صفحہ 9)

اطاعت خواہ قدرت اولیٰ کے مظہر یا قدرت ثانیہ کی ہو اس کے نتیجے میں کامیابیاں اور فتوحات قومی اور انفرادی طور پر بھی ملتی ہیں اور نافرمانی کا خمیازہ بھی بسا اوقات بہت سے لوگوں کو بھگتنا پڑتا ہے اور اس راز کو اللہ تعالیٰ نے ابتدائے اسلام میں ہی سمجھا دیا تھا اور اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی رہتی دنیا تک مدون فرما دیا تھا تا کہ ہر زمانے کے مسلمان اطاعت اور عدم اطاعت کے نتائج کو سمجھتے رہیں۔

آنحضرت ﷺ کو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ قیام کئے ہوئے ابھی تیرہ مہینے ہی گزرے تھے کہ قریش مکہ نے مدینہ پر چڑھائی کرنے اور مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کا منصوبہ بنایا۔ کفار مکہ کا ایک تجارتی قافلہ ابوسفیان کی نگرانی میں ملک شام سے تجارت کر کے واپس مکہ جا رہا تھا اور ان کا راستہ مدینہ سے کچھ فاصلے سے گزرتا تھا مکہ والوں نے اس کی حفاظت کے بہانے ایک زبردست لشکر مدینہ کی طرف لے جانے کا فیصلہ کیا۔ رسول کریم ﷺ کو اس کی اطلاع مل گئی تھی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ پر وحی ہوئی کہ اب وقت آ گیا ہے کہ دشمن کے ظلم کا اس کے اپنے ہتھیار کے ساتھ جواب دیا جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ مدینہ سے 313 صحابہ کرامؓ کو لے کر نکلے۔ جب آپ مدینہ سے نکلے اس وقت تک یہ ظاہر نہ تھا کہ آیا مقابلہ قافلہ والوں سے ہوگا یا اصل لشکر سے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ الٰہی منشاء یہی تھی کہ قافلہ سے نہیں بلکہ اصلی مکی لشکر سے مقابلہ ہو۔ آپ ﷺ نے صحابہؓ کو جمع کیا اور ان کے سامنے یہ سوال پیش کیا کہ اب قافلہ کا کوئی سوال نہیں۔ صرف فوج ہی کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے اور صحابہؓ اس بارے میں آپ ﷺ کو مشورہ دیں۔ ایک کے بعد دوسرے مہاجر صحابی کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ

اگر دشمن ہمارے گھروں پر چڑھ آیا تو ہم اس سے ڈرتے نہیں ہم اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔حضور ﷺ ہر مہاجر کا جواب سن کر یہی فرماتے چلے جاتے ”مجھے مشورہ دو۔ مجھے مشورہ دو“۔ مدینہ کے انصار اس وقت تک خاموش تھے۔ پھر ایک انصاری سردار مقداد بن اسود اور سعد بن معاذ رئیس قبیلہ اوس نے رسول کریم ﷺ کی منشاء کو سمجھا اور اطاعت کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہوئے فرمایا: یارسول اللہ ﷺ مشورے تو آپ ﷺ کو مل رہے ہیں مگر پھر بھی آپ ﷺ بار بار مشورہ طلب فرما رہے ہیں تو شاید آپ ﷺ کی مراد ہم انصار سے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ہاں۔اس سردار نے جواب میں کہا۔ یارسول اللہ ﷺ شاید آپ ﷺ اس لئے ہمارا مشورہ طلب کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ کے مدینہ آنے سے پہلے ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا اور وہ یہ تھا کہ اگر مدینہ میں رہتے ہوئے کسی نے آپ ﷺ پر اور مہاجرین پر حملہ کیا تو ہم آپ اور مہاجرین کی حفاظت کریں گے۔ لیکن اس وقت آپ ﷺ مدینہ سے باہر تشریف لائے ہیں۔جس وقت وہ معاہدہ ہوا تھا اُس وقت تک ہم پر آپ ﷺ کی حقیقت پورے طور پر روشن نہیں ہوئی تھی۔اب جبکہ ہم پر آپ ﷺ کا مرتبہ اور آپ ﷺ کی شان پورے طور پر ظاہر ہو چکی ہے۔ یارسول اللہ ﷺ اب اس معاہدے کا کوئی سوال نہیں۔ ہم موسیٰ کی قوم کی طرح آپ ﷺ کو یہ نہیں کہیں گے کہ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هَا هُنَا قَاعِدُونَ (المائدہ 25) یعنی تو اور تیرا رب جاؤ اور دشمن سے جنگ لڑتے پھرو، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم آپ ﷺ کے دائیں بھی لڑیں گے بائیں بھی لڑیں گے۔ آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ اور یارسول اللہ ﷺ دشمن جو آپ ﷺ کو نقصان پہنچانے کے لئے آیا ہے وہ آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں پر سے گزرتا ہوا نہ جائے۔ یارسول اللہ ﷺ جنگ تو ایک معمولی بات ہے یہاں سے تھوڑے فاصلے پر سمندر ہے۔ آپ ﷺ ہمیں حکم دیجیے کہ سمندر میں اپنے گھوڑے ڈال دو اور ہم بلا دریغ سمندر میں اپنے گھوڑے ڈال دیں گے۔

بعد ازاں مؤرخہ 17/رمضان 2ہجری بمطابق 14مارچ 624ء کو میدان بدر میں کفار کے لشکر اور مسلمانوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ چند گھنٹوں کی لڑائی میں ہی مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ کفار مکہ کو جنگ میں شکست کے علاوہ زبردست جانی و مالی نقصان ہوا۔ اس فتح کی اور بہت سی وجوہات ہیں اور ان میں سے ایک اہم وجہ صحابہ کرامؓ کا مکمل اطاعت اور فرمانبرداری کا جذبہ و نمونہ تھا۔

اگلے سال مؤرخہ 7شوال 3ہجری 23مارچ 625ء کو ایک اور جنگ جسے غزوہ احد کہا جاتا ہے لڑی گئی۔ اب کی بار میدان جنگ مدینہ کے قریب احد پہاڑ کا دامن تھا۔ احد پہاڑ میں ایک درہ تھا جہاں سے حملہ ہونے کا امکان تھا۔حضور ﷺ نے اس کی حفاظت کے لئے عبداللہ بن زبیر کی نگرانی میں 50 تیر انداز متعین فرمائے اور انہیں تاکید کی کہ اگر ہمیں فتح ہو اور دشمن پسپا ہو کر بھاگ جائے، تو بھی تم نے درہ سے نہیں ہٹنا۔ اگر دیکھو کے مسلمانوں کو شکست ہوگئی اور دشمن غالب آ گیا ہے تو پھر بھی درہ سے نہیں ہٹنا۔ جنگ شروع ہوئی، تھوڑی ہی دیر میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی جب درہ پر پہرہ دینے والوں نے دیکھا کہ فتح ہوگئی ہے تو ان میں سے چار پانچ کے علاوہ سب درہ چھوڑ کر نیچے آ گئے۔ ان کے امیر نے ان کو رسول ﷺ کا تاکیدی حکم یاد دلایا مگر انہوں نے جواب میں کہا کہ حضور ﷺ کا منشاء یہ تھا کہ جب تک فتح کا پورا یقین نہ ہو جائے درہ خالی نہیں کرنا اب فتح ہو چکی ہے، اس لئے درہ خالی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

خالد بن ولید جو اس جنگ میں کفار مکہ کی طرف سے لڑ رہے تھے انہوں نے دیکھا کہ درہ خالی ہو گیا ہے انہوں نے کفار کے بھاگتے ہوئے لشکر کو جمع کر کے درہ کی طرف سے زبردست حملہ کیا اور مسلمانوں کی فتح شکست میں تبدیل ہوگئی۔ مسلمانوں کا زبردست جانی و مالی نقصان ہوا۔ رسول کریم ﷺ کو بھی شدید زخم پہنچے۔

تاریخ اسلام کے اس واقعہ پر غور کرنے اور عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ درہ پر متعین نگرانی کرنے والوں نے رسول کریم ﷺ کے حکم کا مطلب اپنے مفادات اور اپنی خواہشات کے مطابق نکال لیا اور ان کے اس غلط مطلب نکالنے سے مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئی۔ اس واقعہ میں ہمارے لئے یہ سبق ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نصر اللہ نصراً عزیزاً جو حکم دیں اسے من وعن ویسے ہی مانیں جیسے حکم دیا گیا ہے اور اس پر پوری طرح سے عمل کریں اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق اس حکم یا ہدایت کا مطلب نہ نکالیں۔ ورنہ وہ خدا جو دلوں کا حال جانتا ہے اس کے مطابق محاسبہ کرے گا اور نتائج ظاہر کرے گا۔

عصر حاضر میں مخالفین اسلام قرآنی تعلیمات کو اعتراضات کا نشانہ بناتے رہے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ موجودہ ترقی یافتہ زمانہ میں اسلامی تعلیمات ناقابل عمل ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اکثر مسلمان ان تعلیمات پر عمل کرنے سے قاصر ہیں مثلاً اس مصروفیت کے زمانہ میں پانچ وقت نمازیں ادا کرنا ممکن نہیں ہے۔ جو تعلیمات قرآن مجید میں خواتین کو پردے کے متعلق دی گئی ہیں مخالفین اسلام کے نزدیک وہ بھی قابل عمل نہیں ہیں۔سود کے بارے میں بھی جو قرآنی حکم ہے وہ بھی قابل عمل نہیں اسی وجہ سے مسلمانوں کی اکثریت سودی کاروبار میں ملوث ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سی تعلیمات کو بھی وہ ناقابل عمل بتاتے ہیں۔

اس دور میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطابات اور خطبات میں افراد جماعت کو اپنی روحانی اور دینی حالت کو بہتر سے بہتر بنانے کا حکم دے رہے ہیں۔ اور قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے کی بار بار نصیحت فرما رہے ہیں۔ یہ نصیحت اور حکم، اس حکم کے مشابہ ہے جو رسول

کریم ﷺ نے درہ پر کھڑے صحابہ کو دیا تھا۔ گویا اس وقت 210 ممالک میں احمدی ایسے دروں پر متعین ہیں جہاں قرآنی تعلیمات پر کماحقہ عمل کر کے مخالفین اسلام کو یہ ثابت کر کے دکھانا ہے کہ قرآنی تعلیمات جس طرح ماضی میں قابل عمل تھیں آج بھی قابل عمل ہیں اور ان تعلیمات پر عمل کرنا ہی ہر انسان کی دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے ضروری ہے۔

ہمیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی روحانی فتوحات کے حصول کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہر ہدایت پر کماحقہ عمل کرنا چاہیے اور اس کی کوئی تاویل اپنی طرف سے نہیں کرنی چاہیے۔

''اطاعت خلافت کامرانی کی کلید'' اس سلسلے میں ایک ایمان افروز واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔ 1947ء میں پاک و ہند کی تقسیم ہوئی پانچ دریاؤں کا متحدہ پنجاب دو حصوں میں تقسیم ہوا۔ مشرقی پنجاب ہندوستان کے حصہ میں آیا اور مغربی پنجاب پاکستان کے حصہ میں آیا۔ اس خونی تقسیم کے نتیجہ میں دونوں طرف لاکھوں بے گناہ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ ایک اندازہ کے مطابق مشرقی پنجاب میں 25-20 لاکھ مسلمانوں کو قتل کر دیا گیا۔ لاکھوں بچے یتیم ہوئے بہت سے مسلمان اپنے بوڑھے ماں باپ کو پناہ گزین کیمپوں میں چھوڑ کر بھاگ گئے اور وہ وہاں سسک سسک کر مر گئے۔ ہزاروں مسلمان عورتیں مفسدہ پردازوں اور ان کے فوجیوں نے اغوا کر لیں مسلمانوں کی کم و بیش تمام مساجد، مقابر، خانقاہیں تباہ و برباد کر دی گئیں۔ (الشاذ کالمعدوم) تقسیم ملک کے ابتدائی سالوں میں مشرقی پنجاب کے ایک دو مقامات کے علاوہ کہیں مسلمان نظر نہ آتا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ان حالات کے رونما ہونے سے بہت پہلے اندازہ لگا لیا تھا اور اس کے بدنتائج سے بچنے کے لئے تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ ان تیاریوں میں سے حفظ ماتقدم کے طور پر ایک تیاری یہ تھی کہ فوج میں ملازمت کرنے والے احمدیوں کو یہ تحریک کی گئی کہ وہ فوجی ملازمت سے استعفیٰ دے کر حفاظت مرکز کے لئے فوراً قادیان پہنچ جائیں۔ چنانچہ تعمیل ارشاد میں سینکڑوں احمدی فوجیوں نے اطاعت کا نمونہ دکھایا اور ملازمتوں کو خیر آباد کہہ کر قادیان پہنچے۔ ان میں سے بہت سے احمدی فوجیوں کو ان کے افسروں نے سمجھایا کہ تمہاری ملازمت کا عرصہ مکمل ہونے میں صرف ایک ماہ باقی ہے اس وقت تک رک جاؤ۔ آپ کو پنشن اور دیگر مراعات مل جائیں گی۔ احمدیوں نے جواب دیا ہم ایک دن کے لئے بھی رک نہیں سکتے، ہمارا استعفیٰ منظور کریں یا نہ کریں ہم قادیان جا رہے ہیں۔ فوجیوں کے علاوہ بہت سے احمدی رضا کار بھی خدمت کے لئے قادیان پہنچ گئے۔ تقسیم ملک کے خطرناک ایام میں جو خدمات انہوں نے انجام دیں ان کی تفصیل فی الحال بیان کرنے کا موقعہ نہیں۔ صرف اتنا بتانا ضروری ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ 31/ اگست 1947ء کو قادیان سے ہجرت فرما کر لاہور تشریف لے گئے اور آپ نے اپنے ایک اہم پیغام میں فرمایا'' اے عزیزو! احمدیت کی آزمائش کا وقت اب آگے آئے گا۔ تب معلوم ہوگا کہ سچا مومن کون سا ہے۔ پس اپنے ایمانوں کا ایسا نمونہ دکھاؤ کہ پہلی قوموں کی گردنیں تمہارے سامنے جھک جائیں اور آئندہ نسلیں تم پر فخر کریں''

(الفضل 8/ جون 1948ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے درویشان کہلانے والے اور دوسرے احمدی رضا کاران کو جو ہدایت دی تھیں ان میں سے بعض کا خلاصہ یہ ہے۔

*مقامات مقدسہ اور شعائر اللہ کو کسی حالت میں خالی نہیں کرنا۔ ان کی حفاظت کے لئے خواہ کتنی ہی قربانیاں دینی پڑیں، وہ دیں۔

*منارۃ المسیح سے اذان کا سلسلہ بند نہیں ہونا چاہیے۔

*بہشتی مقبرہ اور مزار مبارک پر باقاعدگی سے جا کر انفرادی اور اجتماعی طور پر دعائیں کرتے رہیں۔

* مسجد اقصیٰ، مسجد مبارک میں باجماعت نمازوں اور تہجد اور دعاؤں کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔

* حالات خواہ کیسی صورت اختیار کر جائیں کسی نہ کسی طرح تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔

* جن دنوں قتل و غارت لوٹ کھسوٹ اپنے عروج پر تھی حضرت مصلح موعودؓ نے حکم دیا ہر احمدی خاتون کی حفاظت کا مکمل انتظام کیا جائے۔

* درویشان کرام نے حضرت مصلح موعودؓ کی ایک ایک ہدایت پر کماحقہ عمل کیا اور اپنے اس عہد کو نبھایا نیز اطاعت کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں، لمبا عرصہ بے انتہا تکلیفیں برداشت کیں لیکن ثبات قدم میں لغزش نہیں آئی اس ضمن میں بہت سے واقعات ہیں ان میں سے ایک پیش ہے۔ 1947ء کے پُر آشوب زمانہ میں مسجد اقصیٰ قادیان کی مغربی جانب ایک مکان میں چالیس (40) عورتیں محصور تھیں، ان کی حفاظت کے لئے انہیں مسجد اقصیٰ میں لانا ضروری تھا، باہر کرفیو لگا ہوا تھا مسجد کی مغربی دیوار اور مکان کے درمیان تقریباً 7-8 فٹ چوڑی گلی تھی۔ دو نوجوان غلام محمد صاحب اور مستری غلام قادر صاحب مسجد کی مغربی دیوار اور دوسری طرف مکان کی دیوار پر تختے رکھ کر ایک ایک عورت کو مسجد میں منتقل کرنے لگے جب انتالیس (39) عورتیں مسجد میں پہنچ گئیں اور چالیسویں (40ویں) کو لا رہے تھے۔ وہ بھی مسجد میں پہنچ گئی تو فوجیوں کی نظریں دونوں نوجوانوں پر پڑ گئیں انہوں نے ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی اور انہیں شہید کر دیا۔ ان دونوں نوجوانوں نے اپنی جانوں کو قربان کر دیا مگر کسی خاتون کی بے حرمتی نہیں ہونے دی۔ جب ان دونوں نوجوانوں کی شہادت کی اطلاع حضرت مصلح موعودؓ کو ملی تو آپ نے فرمایا:

''یہ دونوں بہادر اور سینکڑوں اور آدمی اس وقت منوں مٹی کے نیچے دفن ہیں لیکن انہوں نے اپنی قوم کی عزت کو چار چاند لگا دیئے۔ مرنے والے مر گئے، انہوں نے بہرحال مرنا ہی تھا، اگر اور کسی صورت میں مرتے تو ان کے نام کو

یاد رکھنے والا کوئی نہ ہوتا... خدا کی رحمتیں ان لوگوں پر نازل ہوں اور ان کا نیک نمونہ مسلمانوں کے خون کو گرماتا رہے۔(الفضل 11/اکتوبر 1947ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 190) حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایات پر صدق دل کے ساتھ عمل کرنے اور مکمل اطاعت کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے درویشان کرام کو اپنے مقصد کے حصول میں کامرانی عطا فرمائی اور الحمدللہ خلافت احمدیہ کے زیر سایہ مقدس مقامات آباد ہیں۔منارۃ المسیح اور دیگر مساجد سے اذان کی آوازیں بلند ہوتی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر ہر روز دعا کرنے والوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے،الحمدللہ

مخالفین احمدیت بھی اطاعت خلافت کے نتیجہ میں ملنے والی ان کامرانیوں کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوگئے۔ چنانچہ اُسی زمانے میں مؤرخہ 26/ مئی 1948ء کو ایک احراری اخبار ''آزاد'' نے اپنے مولوی ملاؤں کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اور قادیان میں مقیم درویشان کی تعریف کرتے ہوئے لکھا''مشرقی پنجاب کے عوام تو عوام تھے اگر انہوں نے پولیس اور فوج اور انسانوں کے ہجوم سے گھبرا کر مہاجرت اختیار کی تو ظاہر ہے کہ وہ مجبور تھے۔لیکن جس بزدلی سے مسجدوں کے اماموں، خانقاہوں کے مجاوروں اور ایں شریف اور آں شریف کے سجادہ نشینوں نے فرار اختیار کیا وہ اسلام کی سپرٹ اور تاریخ کے صریحاً خلاف تھا۔تمام عمر اوقاف کی کمائی اپنے نفس پر صرف کر کے اپنے شعار کو کافروں کے حوالے کر دینا اور خود بھاگ نکلنا قابل شرم ہے۔آج بھی مرزا غلام احمد کے مزار کی حفاظت کے لئے وہاں جاں نثار مرزائی موجود ہیں اور اب بھی وہاں مسجدوں میں اذان دی جاتی ہے۔

مخالف کے اس اعتراف پر وہ مثال صادق آتی ہے جس میں کہا گیا ہے(والفضل ماشھدت بہ الاعداءُ) جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔

ایک دفعہ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی جماعت کے جذبہ اطاعت کا ذکر کرتے ہوئے اعلان فرمایا: ''خدا نے مجھے وہ تلواریں بخشی ہیں جو کفر کو ایک لحظہ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔میں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لئے کہوں تو وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہیں،میں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لئے کہوں تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرا دیں۔میں انہیں جلتے ہوئے تندوروں میں کود جانے کا حکم دوں تو وہ جلتے ہوئے تندوروں میں کود کر دکھادیں۔اگر خود کشی حرام نہ ہوتی،اگر خودکشی اسلام میں ناجائز نہ ہوتی تو میں اس وقت تمہیں یہ نمونہ دکھا سکتا تھا کہ جماعت احمدیہ کے سو آدمیوں کو میں اپنے پیٹ میں خنجر مار کر ہلاک ہوجانے کا حکم دیتا اور وہ سو آدمی اسی وقت اپنے پیٹ میں خنجر مار کر مرجاتا۔خدا نے ہمیں اسلام کی تائید کے لئے کھڑا کیا ہے۔ خدا نے ہمیں محمد رسول ﷺ کا نام بلند کرنے کے لئے کھڑا کیا ہے۔

(الفضل مصلح موعود نمبر 18 از تبلیغ فروری 1958ء صفحہ 18-17)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اطاعتِ خلافت کا مضمون سمجھاتے ہوئے تاکیدی حکم دیا:

فَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُونَ(البقرہ 133) پس ہرگز نہیں مرنا مگر اس حالت میں کہ تم فرمانبردار ہو۔اس آیت کی بہت سی تفاسیر ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ حقیقی مسلمان وہ ہے جس پر جب موت کی گھڑی آئے تو اس کی ایسی حالت ہو کہ وہ فرمانبردار اور مطیع ہو۔مثال کے طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کوئی حکم دیا اور کسی نے یہ سمجھ لیا کہ چلو کل یا دو دن بعد اس پر عمل کرلیں گے اور اگلے لمحہ ہی میں اس کی وفات ہوجائے تو اس کی وہ حالت اطاعت اور فرمانبرداری کی نہیں ہوگی بلکہ حکم عدولی کی حالت ہوگی۔اس راز کو حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ نے بہت اچھی طرح سے سمجھا اور اس کے مطابق عمل کر کے دکھایا۔اس ضمن میں صرف ایک واقعہ پیش ہے۔اکتوبر 1905ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام دہلی میں مقیم تھے اور مولانا نور الدین صاحبؓ قادیان میں تھے دہلی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ٹیلی گرام بھجوایا کے فوراً دہلی پہنچ جائیں۔جب آپ کو تار ملا آپ اپنی ڈسپنسری میں تشریف فرما تھے۔تار ملتے ہی یہ کہتے ہوئے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بلا توقف بلایا ہے گھر میں قدم رکھے بغیر فوراً اڈہ کی طرف چل پڑے جہاں سے یکہ بٹالہ جانے کے لئے ملا کرتا تھا۔ بٹالہ ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو ٹرین دہلی جانے کے لئے پلیٹ فارم پر کھڑی تھی۔مولانا نور الدین صاحبؓ کے پاس ٹکٹ خریدنے کے لئے کرایہ نہیں تھا۔وہ اللہ مسبب الاسباب جس کے مسیح کے حکم کی تعمیل میں آپ بلا توقف دوڑ پڑے تھے اس نے آپ کی معجزانہ مدد فرمائی۔پلیٹ فارم پر ایک ہندو دوست آئے اور عرض کیا کہ میں قادیان آپ سے ملنے جا رہا تھا۔میری بیوی بہت بیمار ہے اس کو دیکھ کر دوائی لکھ دیں۔مولانا نے فرمایا کہ میں نے تو اس ٹرین سے دہلی جانا ہے اُسے یہاں لے آؤ میں دوائی لکھ دوں گا۔وہ مریضہ کو لے آیا آپ نے دوائی لکھ دی اور اس ہندو نے دہلی تک کا ریلوے ٹکٹ خرید کر اور معقول نقد رقم مولانا نور الدینؓ صاحب کو دے دی۔

مولانا نور الدینؓ صاحب نے نہ چاہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم ملنے کے بعد ایک لمحہ بھی حکم عدولی میں صرف ہو۔جب سچی نیت اور نیک ارادے سے حکم کی تعمیل شروع کی جائے تو اللہ تعالیٰ اسباب خود پیدا فرمادیتا ہے۔اس واقعہ میں ہم سب کے لئے ایک بہت بڑی نصیحت ہے کہ جب بھی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کوئی نصیحت فرمائیں تو ہمارا فرض ہے کہ اسی وقت اس پر عمل شروع کر دیں اس کے بعد کوئی لمحہ نہیں گزرنا چاہیے کہ جس میں ہم میں سے کوئی حکم عدولی کا مرتکب ہو۔حکم سنتے ہی فوراً اطاعت

شروع کر دینے کے متعلق ایک اور ایمان افروز واقعہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی بابا کریم بخش صاحب رضی اللہ عنہ 1905ء یا 1906ء میں جلسہ کے موقعہ پر مسجد اقصیٰ قادیان کے پیچھے بازار میں تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد اقصیٰ کے منبر پر تشریف فرما تھے آپ نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ بابا کریم بخشؓ کے کان میں جیسے ہی یہ آواز پڑی آپ وہاں بازار میں بیٹھ گئے اور بیٹھے بیٹھے مسجد کی سیڑھیوں تک پہنچے اور تقریر سُنی۔

(اسی قسم کا ایک واقعہ حدیث میں عبداللہ بن رواحؓ کے متعلق آیا ہے) بظاہر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ حکم حاضر افراد کے لئے تھا۔ مگر بابا کریم بخشؓ صاحب نے نہ چاہا کہ حضور کا یہ حکم سن کر ان پر ایک لمحہ حکم عدولی کا آئے۔

یہی نظارہ چشم فلک نے اس روز دیکھا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو مسندِ خلافت پر متمکن فرمایا تو آپ نے ارشاد فرمایا بیٹھ جاؤ۔ طیور ابراہیمی ایک لمحہ میں بیٹھ گئے۔

زندگی کے ہر موڑ پر اور ہر مرحلہ پر یہی جذبہ اطاعت ہم میں سے ہر ایک کے اندر ہونا چاہیے کیونکہ یہی ہماری اور جماعت کی کامیابی اور کامرانی کی کلید ہے۔

حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دینی اور دنیاوی کامرانیوں کی معراج تک پہنچایا۔ ایک دفعہ کسی نے آپ سے سوال کیا کہ آپ کی ترقیات کا کیا راز ہے۔ آپ نے فوراً جواب دیا۔ Because Through all my life I was obedient to Khilafat یعنی میری کامیابی کی وجہ ہے کہ میں تمام زندگی خلافت کا مکمل مطیع اور فرمانبردار رہا ہوں۔

(الفضل 14 جون 2010ء صفحہ 4)

اسی طرح ایک دوسرا واقعہ پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالسلام صاحب مرحوم کے بارہ میں ہے ایک طرف اللہ تعالیٰ نے اُن کو اعلیٰ بلندیوں تک پہنچایا تو دوسری طرف وہ خلیفہ وقت کے انتہائی مطیع اور فرمانبردار تھے۔ آپ کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:

”میں اُن (ڈاکٹر عبدالسلام صاحب) کی عمر کے لحاظ سے چھوٹا، علم کے لحاظ سے تو دنیا کے علم کے لحاظ سے تو حیثیت ہی کوئی نہیں، مگر جب مجھ سے گفت وشنید کرتے تھے، ملتے تھے وہ عزت واحترام کے تمام تقاضے جو خلافت سے وابستگی کے نتیجے میں پیدا ہوتے تھے ان کو اس طرح پورا کرتے تھے کہ میں حیران رہ جاتا تھا اور باتوں میں مشورہ کر کے وہ کہتے تھے جو میں کہتا تھا وہ کرتے تھے جو میں بیان کرتا تھا“ (الفضل انٹرنیشنل 10 تا 16 جنوری 1997ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چند سالوں سے دنیا کو عالمگیر تباہی سے متنبہ فرما رہے ہیں۔ آپ ایک طرف تو ان ہولناک خطرات سے دنیا کو آگاہ کر رہے ہیں اور اس کے نتیجہ میں ہونے والی تباہیوں کا احساس دلا رہے ہیں۔ اور دوسری طرف رحمۃ اللعالمین کی غلامی میں وہی جذبہ رحمت نمایاں نظر آتا ہے اور افراد جماعت کو دنیا والوں کے لئے دعائیں کرنے کی بار بار تاکید فرما رہے ہیں۔

آپ ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”ہر روز ایک نئی خبر آتی ہے کہ آج جنگ کا شعلہ بھڑکنے والا ہے، آج ختم ہونے والا ہے۔ بظاہر یہی لگتا ہے کہ بڑی طاقتیں جو ہیں وہ جنگ کی طرف جس تیزی سے بڑھ رہی ہیں اس میں اب مزید کوئی روک پیدا ہونے کے آثار نظر نہیں آرہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ خاص طور پر مسلمانوں کو، خاص طور احمدیوں کو ان جنگ کے بد اثرات سے بچا کر رکھے اور عمومی طور پر انسانیت کو بھی بد اثرات سے بچائے۔ اگر ابھی بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان لوگوں کی اصلاح ہو سکتی ہے اور کوئی ذریعہ بن سکتا ہے کہ ان کی اصلاح ہو جائے اور یہ خدا کو پہچاننے والے ہوں تو اللہ تعالیٰ وہ حالات پیدا کرے کہ یہ اللہ تعالیٰ کو پہچانیں اور اپنی تباہی سے یہ بچ سکیں۔

(خطبہ 18 مئی 2018ء ہفت روزہ بدر 7/ جون 2018ء)

اطاعت کا تقاضا ہے کہ ہم درد دل سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ عصر حاضر کے انسانوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور عذاب الٰہی سے بچائے کیونکہ انذاری پیشگوئیاں توبہ، دعا اور صدقات سے ٹل جاتی ہیں۔

اطاعت خلافت کامرانی کی کلید کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ”اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔ (الفضل انٹرنیشنل 23 تا 30 مئی 2003ء صفحہ 1)

آخر میں دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اُسی طرح کامل اطاعت و فرمانبرداری کی توفیق عطا فرمائے جیسے صحابہ کرام رسول کریم ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضور علیہ السلام کی کیا کرتے تھے اور پھر یہ بھی دعا ہے اللہ تعالیٰ اس اطاعت کو قبول فرمائے اور ہماری جماعت کو اور ہمیں اور ہماری اولاد کو دنیا اور آخرت میں بے انتہا برکتیں و کامرانیاں اور کامیابیاں عطا فرمائے، آمین۔

ولادت باسعادت

خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے 16 مئی 2019ء کو مکرم وجاہت احمد صاحب مربی سلسلہ Waldshut ابن مکرم سعادت احمد خالد صاحب صدر جماعت نوئے ویڈ کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے بچی کا نام ماہین عروش احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم رانا خالد احمد صاحب انچارج رشین ڈیسک یوکے کی نواسی اور مکرم ڈاکٹر غلام محمد حق صاحب سابق معلم وقفِ جدید کی پڑپوتی ہے اور وقفِ نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صالح عمرِ دراز عطا فرمائے، آمین۔ (ریاض محمود باجوہ)

سایہ فگن ہے سر پر رمضان کا مہینہ

سایہ فگن ہے سر پر رمضان کا مہینہ
اُدھڑے ہیں جو بھی بخیے، محنت سے ان کو سینا

رحمت کے خوان اٹھائے آئے اُتر فرشتے
اور اِذنِ لُوٹ بھی ہے ، سو لُوٹ لو خزینہ

ساون ہے رحمتوں کا ، بھادوں ہے برکتوں کا
بوچھاڑ میں نہا لو ، دھو لو دلوں کا کینہ

کنڈی لگا کے دیکھو ، جھولی بچھا کے دیکھو
آنسو بہا کے دیکھو ، ہر اشک ہے نگینہ

گو اور بھی مہینے ہر چند معتبر ہیں
ماہِ صیام لیکن انمول ہے دفینہ

قُربِ خدا کو پانا اس ماہ میں سہل ہے
سادہ مثال سمجھو یہ لفٹ ، وہ ہیں زینہ

کھانے پہ زور کم ہو افطار اور سحر میں
دل میں انڈیل لینا قرآن کا خزینہ

بھر نہ سکیں گے ہرگز، برتن اگر ہیں اوندھے
سیدھا کرو دلوں کو ، کچھ سیکھ لو قرینہ

دنیا کی دولتوں کو ٹھوکر پہ بھی نہ رکھے
جس کو ہوا میسر اک سجدۂ شبینہ

حکمِ خدا پہ جو بھی ہر آن سر جھکائے
مل کر رہے گا اس کو اک قالبِ سکینہ

کیا کیا نہ فیض پائے چمٹے جو ایک در سے
ہر سمت بھاگتا ہے یہ بندہ کمینہ

قُربِ خدا کو پانا کچھ کھیل تو نہیں ہے
جلتا ہے اس دیے میں بس خون اور پسینہ

ماہِ صیام اگلا شائد نہ دیکھ پاؤں
دنیا سے دل غنی ہے کافی ہے اتنا جینا

اس راہ گزر میں عرشیؔ مرنا ہی زندگی ہے
آسان تو نہیں ہے یہ جام وصل پینا

(ع۔ع۔ملک)

رمضان المبارک کے آداب اور اس کی عظمت وشان

امام سید شمشاد احمد ناصر۔ ڈیٹرائٹ امریکہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمانان عالم کو ایک مرتبہ پھر رمضان المبارک کے بابرکت ایام نصیب ہوئے ہیں اور خوش قسمت ہوں گے وہ لوگ جو ان دنوں سے بھرپور فائدہ اٹھا کر اپنے رب کا قرب، اس کی خوشنودی، اس کا رحم اور فضل اور برکتیں تلاش کریں گے جو ان بابرکت ایام میں اللہ تعالیٰ نے مقدر کر رکھی ہیں۔

خود رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کے ایام اور اس بابرکت مہینہ کی عظمت اور شان اس طرح بیان فرمائی ہے۔

عظمت رمضان

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ کو ہم سے خطاب فرمایا:

اے لوگو! تم پر ایک بڑی عظمت اور شان والا مہینہ سایہ کرنے والا ہے۔ ہاں! ایک برکتوں والا مہینہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو ثواب و فضیلت کے لحاظ سے ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے... یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے...

آنحضرت ﷺ نے اس بابرکت مہینہ کے بارے میں یہ بھی فرمایا کہ یہ ایسا مہینہ ہے جس کی ابتداء نزولِ رحمت ہے اور جس کا وسط مغفرت کا وقت ہے اور جس کا آخر کامل اجر پانے یعنی آگ سے نجات پانے کا زمانہ ہے۔

(بیہقی بحوالہ مشکوۃ المصابیح۔ تحفۃ الصیام صفحہ 28)

ایک اور حدیث جو مسلم کتاب الصیام میں درج ہے اور اس کے راوی حضرت ابوہریرہؓ ہیں عظمت رمضان کے بارے میں آپؐ فرماتے ہیں:

”جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے خوب کھول دیئے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے اچھی طرح بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں۔“

حضرت ابوہریرہؓ سے ہی ایک اور روایت مسلم کتاب الصیام میں یوں آتی ہے۔ فرمایا: جب رمضان آتا ہے تو رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیریں ڈال دی جاتی ہیں۔

ایک حدیث میں ”دَخَلَ رَمَضَانَ“ کے الفاظ ہیں یعنی جب کوئی شخص رمضان کو اپنے اندر داخل کر لے تو پھر رحمت کے دروازے اس پر کھل جاتے ہیں اور وہ نیک اعمال بجا لا کر جہنم کے دروازوں کو بند کر لیتا ہے اور ایسے شخص کی اپنی

کوششوں اور خدا کے فضل سے اس کا شیطان بھی زنجیروں میں جکڑ دیا جائے گا۔ وباللہ التوفیق۔ اگر آپ اپنے ماحول کا غور سے جائزہ لیں تو یہ بات سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے گی کہ کئی لوگوں کے شیطان کھلے رہتے ہیں باوجود اس کے کہ وہ رمضان کے مہینہ میں ہی ہوتے ہیں۔ رشوت ستانی، جھوٹ، غیبت، تہمت، چوری، ڈکیتی، مہنگائی، لوگوں کے حقوق غصب کر کے، تو ایسے لوگوں کا شیطان کھلا ہی رہتا ہے۔ شیطان کو انسان خود ہی زنجیر ڈالتا ہے اور وہ اس کے نیکی کے اعمال ہیں۔" (تحفۃ الصیام صفحہ 33)

روزہ کی اصل غرض

اسلام میں مختلف قسم کی عبادات کا مقصد تزکیہ نفس ہی ہے۔ نماز سے بھی یہی غرض ہے، زکوٰۃ سے بھی یہی غرض ہے روزہ سے بھی یہی غرض مقصود ہے وعلیٰ ہذا القیاس یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: "روزے ڈھال ہیں پس روزہ کی حالت میں نہ کوئی شہوانی بات کرے نہ جہالت اور نادانی کرے اور اگر کوئی اس سے لڑائی یا گالی گلوچ کرے تو وہ کہے میں روزہ دار ہوں میں روزہ دار ہوں۔"

(بخاری کتاب الصوم)

حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کی روایت ہے کہ روزہ اس وقت تک ڈھال کا کام دیتا ہے جب تک روزہ دار خود اس ڈھال کو گزند نہ پہنچائے اور اس میں کوئی ٹوٹ پھوٹ اور رخنہ نہ ہونے دے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے اور آگ سے بچانے کے لئے حصن حصین ہے۔ اور خدا کے عذاب سے بچانے کا ذریعہ۔ (تحفۃ الصیام صفحہ 39)

حضرت ابوہریرہؓ سے ہی روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔ جو روزہ دار جھوٹی بات اور غلط کام نہیں چھوڑتا اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی بھی ضرورت نہیں۔

(بخاری کتاب الصوم)

پس اگر کوئی شخص روزہ کے آداب کا لحاظ اور خیال نہیں رکھتا تو اس کا محض بھوکا پیاسا رہنا اسے کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنے کا نام نہیں بلکہ ایک عبادت ہے جو مقررہ شرائط کے ساتھ فرض ہے لیکن کئی بدقسمت ایسے بھی ہوتے ہیں جو بادی النظر میں تو روزہ رکھتے ہیں مگر اس کے اعلیٰ ثواب سے غلط کام اور لغو کام سرانجام دے کر ثواب سے محروم ہو جاتے ہیں۔ ابن ماجہ کی ایک روایت اس مضمون کو مزید یوں کھولتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

"کئی روزہ دار ایسے ہیں جن کو ان کے روزہ سے سوائے بھوک پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کتنے ہی رات کو اٹھ کر عبادت کرنے والے ہیں مگر ان کو سوائے بیداری اور بے خوابی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔"

نماز باجماعت

نماز مسلمانوں پر باجماعت ہی فرض قرار دی گئی ہے۔ سب سے اول بات جاننے کی یہی ہے کہ نماز باجماعت ہی ادا کی جائے اس کے لئے پوری کوشش کی جائے۔

اس وقت مساجد میں نمازیوں کی کمی محسوس ہو رہی ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ مصروفیت بہت زیادہ ہے، مساجد دور دور ہیں، کام اور جاب سے فراغت نہیں ملتی، وغیرہ وغیرہ۔ ہمیں یہ اختیار تو نہیں کہ کسی کے جج مقرر ہو جائیں ہر شخص اپنی مصروفیت کو خوب جانتا ہے مگر چند چیزیں اور امور ایسے ہیں کہ اگر ہم وہ کر لیں تو ہمیں ثواب ملے گا۔ ان میں اول یہ ہے کہ ہم نماز باجماعت کی اور مسجد جانے کی نیت کریں۔ اور پکی نیت کریں کہ ہر حال میں ہم نے جانا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کے سامان مہیا کر دیتا ہے۔ کہتے ہیں کہ When there is will there is a way۔ اگر دل میں پختہ عزم ہو تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ نیت کے بعد اگر کوئی موانع ہو جائیں تو اس کو نماز باجماعت کا ثواب مل جائے گا۔

دوسرے اگر واقعتاً گھر مسجد سے دور بہت دور ہے تو پھر گھر میں فیملی کو اکٹھا کر کے سب کے ساتھ نماز باجماعت پڑھ لی جائے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن سات ایسے اشخاص ہوں گے جن پر خدا کے سایہ کے علاوہ اور کسی کا سایہ رحمت نہ ہوگا اور ان میں ایک وہ شخص ہے "وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ" کہ جس کا دل مسجد میں لٹکا رہے۔ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل اخفاء الصدقۃ)

فجر اور عشاء کی نماز پر آنے والوں کے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی مہمانی کرتا ہے۔

پس رمضان میں نماز باجماعت کا خاص اہتمام فرمائیں کہ یہ قرب خداوندی کا ذریعہ ہے۔ برائیوں سے روکنے کا ذریعہ اور مومن کی معراج ہے۔

نماز تہجد کا قیام

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورہ بنی اسرائیل میں نماز تہجد کے بارے میں یوں بیان فرمایا ہے:

اور رات کو بھی تو اس قرآن کے ذریعہ سے کچھ سو لینے کے بعد شب بیداری کیا کر جو تجھ پر ایک زائد انعام ہے۔ (17:80)

اس آیت کریمہ میں نماز تہجد کی فضیلت بیان ہوئی ہے نیز یہ کہ دن کے وقت آنحضرت ﷺ کے کاموں کی ایک لمبی فہرست ہے مگر پھر بھی نماز تہجد کا اس قدر التزام تھا کہ خدا کے حضور کھڑے کھڑے آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے اس لئے ضروری ہے کہ رمضان کی راتوں میں سحری کے وقت نوافل ادا کرنے کی ضرور کوشش کرنی چاہئے۔ خواہ دو یا چار نوافل ہی کیوں نہ پڑھیں۔ اگر آپ نے نماز تراویح بھی پڑھی ہے پھر بھی اصل قیام اللیل یعنی نماز تہجد کی سنت کا ضرور التزام کریں کہ یہ قبولیت دعا کا خاص وقت بھی ہے۔ آنحضرت ﷺ راتوں میں عبادت کرنے کے لئے خاص تحریک و ترغیب فرمایا کرتے تھے۔

بخاری کتاب الصوم میں یہ حدیث بھی آتی ہے آپؐ نے فرمایا: جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

ترمذی کتاب الدعوات میں یہ حدیث بھی آتی ہے جو حضرت ابوہریرہؓ سے ہی مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہمارا رب ہر رات قریبی آسمان تک نزول فرماتا ہے جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو مجھے پکارے تو میں اس کا جواب دوں! کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اس کو دوں! کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اس کو بخش دوں!

نماز تراویح

رمضان المبارک میں نماز تراویح بھی ادا کی جاتی ہے۔ اصل تو نماز تہجد ہی ہے۔ لیکن نماز تراویح بھی ادا کرنی چاہئے۔ حصول ثواب کا ایک موقع ہے جس میں قرآن سنا جاتا ہے اور قرآن سننے کا الگ ثواب ہے۔ جو دوست نماز تراویح پڑھتے ہیں انہیں نماز تہجد کی بھی ادائیگی کرنی چاہئے۔ اگر نماز تراویح ادا نہ ہوسکی ہو تو روزہ پھر بھی رکھا جانا چاہئے۔ اس ضمن میں ایک اور بات نوجوان طبقہ کے لئے عرض کروں گا کہ بعض اوقات نوجوان طبقہ نماز تراویح نہیں پڑھتا۔ حالانکہ جب آپ مسجد کے احاطہ میں ہیں تو آپ کو اس میں ضرور شامل ہونا چاہئے ورنہ گھر جا کر جلدی سوئیں تا کہ صبح نماز تہجد کے لئے بیداری ہوسکے۔ اس وقت کو باتوں میں یا کھیل کود میں ضائع نہ کرنا چاہئے۔ بعض اوقات بچے نماز تراویح میں بھی شامل نہیں ہوتے اور والدین کے انتظار میں مسجد کے احاطہ یا ماحول میں باتیں کرتے رہتے یا شور کرتے ہیں۔ اس سے اجتناب ضروری ہے۔ اول تو یہی ہے کہ رمضان میں جتنی بھی نیکیوں کی توفیق ملے کر لینی چاہئیں۔ اگر نماز تراویح نہیں پڑھنی اور آپ کی کوشش یہ ہو کہ نماز تہجد ادا کرنی ہے تو وہ تو بہت بہتر ہے لیکن ماحول میں شور نہ ہو جس سے نماز پڑھنے والوں کی نماز میں خلل واقع ہو جائے۔

ذکر الٰہی

رمضان المبارک میں خصوصاً لیکن عام دنوں میں بھی انسان اپنے آپ کو فضول باتوں سے بچائے اور اپنی زبان کو ذکر الٰہی سے تر رکھے۔ احادیث میں ذکر الٰہی کی بھی بہت فضیلت آتی ہے۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے لوگو! ”جنت کے باغوں میں چرنے کی کوشش کرو۔“ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! جنت کے باغ سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ذکر کی مجالس جنت کے باغ ہیں۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 127)

اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو جماعت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو، فرشتے اس جماعت کو گھیر لیتے ہیں، اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اللہ کی سکینت ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ فرشتوں کی مجلس میں فرماتے ہیں۔“ (مسلم باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن)

حضرت ابوسعید خدریؓ ہی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ آج قیامت کے میدان میں جمع ہونے والوں کو معلوم ہو جائے گا کہ عزت و احترام والے کون لوگ ہیں۔ عرض کیا گیا: یہ عزت و احترام والے کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا: ”مجالس الذکر فی المساجد“ مساجد میں ذکر کی مجالس والے۔ (مسند احمد، مجمع الزوائد)

یہاں پر یہ بات لکھنی فائدہ مند ہو گی کہ ذکر الٰہی میں جہاں انسان درود شریف، تسبیح و تہلیل، حمد و ثناء اللہ تعالیٰ کی بیان کرتا ہے، وہاں نماز بھی ذکر الٰہی میں آتی ہے۔ تلاوت قرآن کریم بھی ذکر الٰہی میں شامل ہے۔ اور نوافل کی کثرت بھی ذکرِ الٰہی میں شامل ہے۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ وقت خصوصاً رمضان المبارک میں انسان ذکر الٰہی کرتا رہے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور اللہ کے خوف سے اس کی آنکھوں میں آنسو آجائیں تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے عذاب نہ دیں گے۔ (مستدرک حاکم)

تلاوت قرآن کریم

قرآن کریم کا رمضان المبارک سے گہرا تعلق ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”رمضان کلام الٰہی کو یاد کرانے کا مہینہ ہے اس لئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس مہینہ میں قرآن کریم کی تلاوت زیادہ کرنی چاہئے۔“ (تفسیر سورۃ بقرۃ)

پس اس سے رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ رمضان کا مہینہ قرآن کریم کی سالگرہ کا مہینہ ہے اور اس کی سالگرہ یہی ہے کہ اسے بار بار پڑھا جائے اس کے معانی کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق حاصل کی جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن روزے اور قرآن بندے کے لئے شفاعت کریں گے روزہ کہے گا اے میرے رب میں نے اس شخص کو دن کے وقت کھانے پینے سے روکا (اور یہ رک گیا) پس میری سفارش اس کے بارے میں قبول فرما اور قرآن کہے گا۔ اے میرے رب! میں نے اس شخص کو رات سونے سے روک دیا تھا (یہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر قرآن پڑھتا تھا) پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ پس ان دونوں کی یہ شفاعت اور سفارش قبول کی جائے گی۔ (یعنی اسے بخش دیا جائے گا) (بیہقی شعب الایمان)

حضرت امام الزمان علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تم قرآن کو تدبر سے پڑھو۔ اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا۔“ (کشتی نوح)

پھر فرماتے ہیں:

”سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب الٰہی کو پڑھو، بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں... اس وقت قرآن

کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔'' (الحکم 17 اکتوبر 1900ء صفحہ 5)

قرآن کریم کی تلاوت۔ سوچ سمجھ کر پڑھنا پھر اس پر عمل کرنے کی توفیق خدا تعالیٰ سے چاہنا اور اس کے لئے دعائیں کرنا بھی بہت ضروری ہے۔

درس القرآن

رمضان المبارک کے بابرکت ایام میں خصوصیت کے ساتھ مساجد میں کہیں 4 گھنٹے، کہیں 3 گھنٹے، کہیں ایک گھنٹہ روزانہ درس القرآن بھی ہوتا ہے اور احباب اس میں شامل ہوتے ہیں۔ شامل ہونے والوں کو کئی لحاظ سے اجر ملتا ہے۔ مثلاً یہی کہ قران کریم سنا جاتا ہے اور قرآن سننے پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ایسے شخص پر رحم ہوتا ہے۔ پھر یہی قرآن سننا اور درس القرآن، ذکر الٰہی کی بھی مجلس بن جاتی ہے جس کی فضیلت پہلے گزر چکی ہے کہ ایسی مجلس پر فرشتے آتے ہیں اور اپنے پروں سے انہیں گھیر لیتے ہیں ان پر رحمت وسکینت نازل ہوتی اور پھر ان کی مغفرت کا اعلان ہوجاتا ہے۔

پس ایسے دوست واحباب جو درس القرآن میں شامل نہیں ہوتے وہ کوشش کریں اور اس طرح بھی نیکیاں کمانے کی طرف توجہ کریں اور اس ثواب سے محروم نہ ہوں جو مغفرت کا ذریعہ ہے۔ یہی تو رمضان کا مقصد ہے۔

رمضان اور دعائیں

حضرت عمرؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''رمضان میں اللہ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے اور اس ماہ اللہ سے مانگنے والا کبھی نامراد نہیں رہتا۔''

(المعجم الاوسط للطبرانی الجزء الثامن صفحہ 167)

دعاؤں سے انسان اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوجاتا ہے۔ اس کی روحانیت بڑھتی ہے اسے توکل کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ جتنی زیادہ دعائیں ہوں گی اتنی زیادہ ہی روحانی ترقی ہوگی یعنی خدا تعالیٰ سے رشتہ مضبوط ہوگا۔ حضرت امام الزمان علیہ السلام فرماتے ہیں: ''رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے، دعاؤں کا مہینہ ہے۔'' (الحکم 24 جنوری 1901ء صفحہ 11)

رمضان دعاؤں کے لئے بہت ہی ساز گار اور موزوں ترین ہے کنز العمال میں ایک روایت یوں آتی ہے کہ رمضان کی ہر رات اللہ تعالیٰ ایک منادی کرنے والے فرشتہ کو بھیجتا ہے جو یہ اعلان کرتا ہے:

''اے خیر کے طالب آگے بڑھ اور آگے بڑھ، کیا کوئی ہے جو دعا کرے تو اس کی دعا قبول کی جائے کیا کوئی ہے جو استغفار کرے کہ اسے بخش دیا جائے کیا کوئی ہے جو توبہ کرے تا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔''

پس اس سے زیادہ دعاؤں کے لئے اور کون سا موسم زیادہ موزوں، مناسب اور ساز گار ہوگا۔

قبولیتِ دعا

خدا تعالیٰ دینے والا ہے، مستجاب الدعوات ہے، جب بھی اس کے بندے اس کے آگے عاجزی انکساری فروتنی تضرع و ابتہال سے جھکیں گے وہ پالیں گے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا، بڑا کریم اور سخی ہے جب بندہ اس کے حضور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی ہاتھ اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے۔'' (یعنی صدق دل سے مانگی ہوئی دعا کو وہ رد نہیں کرتا بلکہ قبول فرماتا ہے۔)

(ترمذی کتاب الدعوات)

اس حدیث کے درج کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں دعا کی اہمیت اور قبولیت دعا پر ایمان نصیب ہو۔ دعا ہی ایسا ہتھیار ہے کہ جس کے ذریعہ ہم خدا تعالیٰ سے ہر خیر طلب کر سکتے ہیں اور ہر شر سے پناہ مانگ سکتے ہیں۔

اس لئے نمازوں میں، پھر سجدوں اور رکوعوں میں بکثرت دعا کرنی چاہئے۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں مانگیں اور خوب مانگیں۔ اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور وہ ضرور سنے گا اسی یقین کے ساتھ اس کے در پر جھکے رہیں۔

قبولیت دعا کے لئے ایک یہ گر بھی یاد رہے کہ کوئی بھی دعا مانگنے سے قبل اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور آنحضرت ﷺ پر درود شریف پڑھنا نہ بھولیں۔ پھر دعا مانگیں اور آخر میں بھی اپنی دعاؤں کو درود شریف سے مزین کریں اور پھر درود شریف کی تو ویسے ہی بہت برکتیں ہیں۔

قبولیت دعا کے اوقات

احادیث میں بہت سے مواقع ایسے بیان ہوئے ہیں جنہیں قبولیت دعا کے اوقات کہا گیا ہے مثلاً ایک حدیث میں یوں آتا ہے

اِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِہٖ لَدَعْوَۃٌ مَا تُرَدُّ (ابن ماجہ) کہ روزہ دار کے لئے اس کی افطاری کے وقت کی دعا ایسی ہے جو رد نہیں کی جاتی۔ افطاری کے وقت انسان کے قلب پر ایک سوز وگداز اور رقت کی کیفیت ہوتی ہے اور اس کی ساری توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہوجاتی ہے اس لئے فرمایا کہ ایسے وقت کی دعا قبول ہوجاتی ہے۔

پس افطاری سے قبل 10۔15 منٹ کا جو وقت ہوتا ہے اس وقت کو ذکر الٰہی، تلاوت اور دعاؤں میں گزارنا چاہئے۔ فضول باتوں اور خوش گپیوں اور کھانے پینے کے سامان کی طرف زیادہ توجہ نہ ہونی چاہئے۔ جو خواتین گھروں میں افطاری بنانے میں مصروف رہتی ہیں وہ افطاری بھی بناتی جائیں اور خود کو ذکر الٰہی میں بھی مشغول رکھیں۔ اپنے بچوں اور بڑوں کو بھی یہ بات بار بار ذہن نشین کرائی جائیں۔ تا کہ اس وقت سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

ایک اور دعا کا وقت بلکہ قبولیتِ کا وقت تہجد کی نماز کا وقت ہے۔ ایک وقت سجدہ کی حالت ہے جب انسان فروتنی اور عاجزی سے اپنے آپ کو خدا کے حضور گرا دیتا ہے تو خدا کا رحم جوش میں آجاتا اور اس کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے۔

ایک اور وقت جمعہ کا وقت ہے۔ اس بارے میں بھی رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ جب مومن بندہ دعا کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور آپ نے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا کہ وہ گھڑی بڑی مختصر ہوتی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد سوم مسند ابی ھریرۃ حدیث نمبر 7151)

ایک اور وقت قبولیت دعا کا لیلۃ القدر کی رات ہے جو رمضان المبارک کے آخری عشرے میں آتی ہے۔ ان طاق راتوں میں بھی بکثرت عبادت کرنی چاہئے اور قبولیتِ دعا کے نظارے دیکھنے چاہئیں۔

حضرت امام الزمان علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جب تک سینہ صاف نہ ہو دعا قبول نہیں ہوتی۔ اگر کسی دنیوی معاملہ میں ایک شخص کے ساتھ بھی تیرے سینہ میں بغض ہے تو تیری دعا قبول نہیں ہوسکتی۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 170 جدید ایڈیشن)

فرمایا: ''جو مخلوق کا حق دباتا ہے اس کی دعا قبول نہیں ہوتی کیونکہ وہ ظالم ہے۔'' (ملفوظات جلد 2 صفحہ 195)

فرمایا: ''یاد رکھو کہ دعائیں منظور نہ ہوں گی جب تک تم متقی نہ ہو۔'' (ملفوظات جلد 5 صفحہ 130)

فرمایا: ''ظالم فاسق کی دعا قبول نہیں ہوا کرتی''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 682)

فرمایا: دعا کا سلسلہ ہر وقت جاری رکھو اپنی نماز میں جہاں جہاں رکوع وسجود میں دعا کا موقع ہے دعا کرو اور غفلت کی نماز کو ترک کر دو، رسمی نماز کچھ ثمرات مترتب نہیں لاتی۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 176)

رمضان المبارک۔ مالی قربانی اور صدقۃ الفطر

مالی قربانی تزکیہ نفس کرتی ہے اور رمضان کا بھی یہی ایک مقصد ہے کہ جب انسان اس بابرکت مہینہ میں مختلف قسم کی عبادات بجالاتا ہے تو اس سے اس کا تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ بعض لوگ اس مبارک مہینہ میں زکوٰۃ کی طرف بھی خصوصیت سے توجہ دیتے ہیں، بعض مالی قربانی کی طرف، بعض غرباء کی مالی امداد کی طرف، بعض صدقات کی طرف، وغیرہ ذالک۔ ہر ایک مالی قربانی کسی رنگ کی بھی اگر اس میں دکھاوا اور ریاکاری نہیں تو وہ انسان کے لئے تزکیہ نفس کا کام دیتی ہے۔ رمضان ویسے ہی یہ سبق بھی دیتا ہے کہ غرباء کا خیال رکھا جائے اس سے انسان کو غریبوں کی بھوک کا بھی پتہ لگ جاتا ہے جن کے مالی وسائل کم ہیں اور کھانے کو بھی کم ملتا ہے تو روزہ ہر قسم کے سبق دیتا ہے اور ایک مالی قربانی کا بھی ہے۔

بخاری کتاب بدء الوحی میں روایت آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے اور آپ کی سخاوت رمضان میں تیز آندھی سے بھی زیادہ ہوتی تھی۔

پس ہمیں بھی مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے خصوصاً اس وقت غلبہ اسلام کے لئے مالی قربانی کی بہت ضرورت ہے اور رمضان کے حوالہ سے غرباء کی خدمت کی ضرورت ہے۔ اگر آپ پر زکوٰۃ فرض ہے تو زکوٰۃ کی ادائیگی کریں۔ صدقۃ الفطر ادا کریں جس کے بارے میں اسلامی تعلیم یہ ہے کہ عید سے قبل یہ ادا ہو جانا چاہئے اپنے گھر کے تمام افراد کی طرف سے!

صدقۃ الفطر کی اہمیت اور بروقت ادائیگی کے بارہ میں ایک روایت یہ آتی ہے ۔ان شهر رمضان معلق بين السماء والارض لا يرفع الا بزكوٰة الفطر۔ یعنی رمضان کے مہینے کی نیکیاں اور عبادات آسمان اور زمین کے درمیان معلق ہو جاتی ہیں انہیں فطرانہ ہی آسمان پر لے جاتا ہے یعنی رمضان کی نیکیوں اور عبادات کی قبولیت کا باعث بنتا ہے۔

(بحوالہ احادیث آنحضرت ﷺ منتخب موضوعات صفحہ 135)

صدقۃ الفطر کی ادائیگی شروع رمضان ہی میں کر دینی چاہئے۔ آخری دن کا انتظار نہیں کرنا چاہئے۔

پس رمضان ہمیں درج ذیل سبق دینے کے لئے آتا ہے کہ ہم تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ سے حصہ لیں۔ یعنی خدا کا رنگ اختیار کریں۔ ہر قسم کے گناہوں سے بچیں جو کہ تقویٰ کا خاصہ ہے۔ ثابت قدمی دکھائیں۔ یعنی رمضان میں جو تقویٰ حاصل کیا ہے اس پر ثبات قدم حاصل ہو جائے۔ آئندہ بھی روزے رکھیں، نمازوں کو باجماعت ادا کرنے کی توفیق ملے، اسے جاری رکھیں، تہجد بھی رمضان کے بعد بھی پڑھیں، ذکر الٰہی اور دعاؤں میں بعد میں بھی اپنا وقت گزاریں، نیکی صدقہ و خیرات کرنے میں دریغ نہ کریں۔

قوت برداشت پیدا کریں۔ جسمانی صحت کا بھی خیال رکھیں۔ غرباء پروری کریں۔ مایوسی اور احساس کمتری کو پاس تک نہ آنے دیں۔ انسانوں کا احترام کرنا سیکھیں۔

حضرت امام الزمان فرماتے ہیں:

''دنیا میں لاکھوں بکریاں بھیڑیں ذبح ہوتی ہیں لیکن کوئی ان کے سرہانے بیٹھ کر نہیں روتا اس کا کیا باعث ہے؟ یہی کہ ان کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایسے انسان کی ہلاکت کی بھی آسمان پر کوئی پرواہ نہیں ہوتی جو اس سے سچا تعلق نہیں رکھتا۔ انسان اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق رکھتا ہے تو اشرف المخلوقات ہے ورنہ کیڑوں سے بھی بدتر ہے۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 460)

پس رمضان میں خدا تعالیٰ سے سچا، پکا اور زندہ تعلق قائم ہو اور اس کی مخلوق کے ساتھ سچی، پکی اور خالص ہمدردی محض للہ ہو۔ یہی ہمیں انسان بنائے گی اور یہی ہمیں رمضان سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ وباللہ التوفیق

اہم مرکزی پروگرام 2019ء

☆ جلسہ سالانہ جرمنی بتاریخ 5 تا 7 جولائی 2019ء بمقام Messe Karlsruhe

☆ جلسہ سالانہ برطانیہ بتاریخ 2 تا 4 اگست 2019ء بمقام حدیقۃ المہدی

☆ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا سالانہ اجتماع بتاریخ 23 تا 25 اگست 2019ء بمقام فرینکفرٹ

☆ مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ جرمنی کا سالانہ اجتماع بتاریخ 16 تا 18 اگست 2019ء بمقام منہائم

منعقد ہوگا، ان شاء اللہ العزیز

نیشنل وقفِ نو اجتماع جماعت احمدیہ جرمنی

مؤرخہ یکم مئی 2019ء بروز بدھ جماعت احمدیہ جرمنی کے واقفین نو خدام کا ایک روزہ اجتماع بمقام Main Taunus Eventhalle Kelkheim منعقد ہوا۔قریباً دس بجے افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اردو و جرمن ترجمہ سے ہوا۔ بعد ازاں نظم پیش کی گئی۔ اس کے بعد مکرم لقمان کشور صاحب انچارج شعبہ وقفِ نو مرکزیہ نے واقفین نو جرمنی کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام پہنچایا جس کی تعمیل میں حضور انور ایدہ اللہ کے واقفین نو یوکے سے انگریزی خطاب فرمودہ 7/اپریل 2019ء کی ریکارڈنگ ہال میں سنوائی گئی جبکہ جرمن زبان میں ترجمہ سننے کے لئے ایف ایم ریڈیو سیٹس بھی تقسیم کئے گئے۔

افتتاحی تقریب کے بعد ہال میں واقفین نو کی مختلف شعبہ جات میں خدمات کی ضروریات کے حوالہ سے گفتگو کا پروگرام رکھا گیا۔اس پروگرام میں مکرم لقمان کشور صاحب انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ یوکے، مکرم مولانا صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی، مکرم احمد کمال صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی، مکرم مولانا مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ جرمنی۔حماد ہیرٹر صاحب کارکن ہیومینٹی فرسٹ جرمنی اور مکرم محمود احمد خان صاحب نیشنل سیکرٹری وقفِ نو جرمنی نے شرکت کی۔اس گفتگو میں واقفین نو کو مختلف شعبہ جات میں درکار خدمات کے حوالہ سے جماعتی ضروریات سے آگاہ کیا گیا۔اس پروگرام کے آخر میں واقفین نو کو معزز مہمانان کرام سے سوالات کرنے کا موقعہ بھی دیا گیا۔اس پروگرام کے بعد دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا جس کے بعد نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد تلقین عمل کا پروگرام تھا جس میں مکرم مولانا ڈاکٹر عبد الغفار صاحب مبلغ سلسلہ نے نماز کی اہمیت و برکات کے موضوع پر ایمان افروز خطاب فرمایا۔

اس پروگرام کے اختتام پر واقفین نو کو ہال میں لگائے گئے مختلف معلوماتی سٹالز کا تعارف کروایا گیا اور انہیں اپنی دلچسپی کے مختلف شعبہ ہائے خدمت کے سٹالز پر جا کر معلومات اور گفتگو میں حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی گئی۔جن شعبوں اور اداروں نے سٹالز لگائے ان میں شعبہ وقف نو، وصایا، وقف عارضی، اشاعت، سمعی و بصری، ایم ٹی اے جرمنی سٹوڈیوز، ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی، IAAAE جرمنی، النصرت اور جامعہ احمدیہ جرمنی کے سٹالز شامل تھے۔ اس کے علاوہ تعلیم کے مختلف شعبہ جات کے حوالہ سے سٹالز بھی لگائے گئے۔پاکستان سے نئے آنے والے واقفین نو کی راہنمائی کے لیے بھی سٹال لگایا گیا۔اس دوران مختلف مضامین میں تعلیم حاصل کرنے والے یا فارغ ہونے والے طلباء کی گروپس میٹنگ بھی ہوئیں۔جن میں انہیں مزید معلومات بھی دی گئیں نیز انہیں آپس میں رابطہ قائم کرنے کا سنہری موقع میسر آیا۔15 سے 19 سال کے طلباء کے لئے پوراڈن کیریئر پلاننگ کے حوالہ سے پروفیشنل لوگوں کے ساتھ انفرادی میٹنگز کا سلسلہ جاری رہا اور ان کی مختلف مضامین میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی طرف رہنمائی کی گئی۔اس میں تقریباً 220 سے زائد طلباء نے حصہ لیا۔

قریباً چھ بجے شام اختتامی تقریب کا آغاز مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی کی صدرت میں تلاوت قرآن کریم (اردو و جرمن ترجمہ) سے ہوا۔ بعد ازاں ایک ترانہ پیش کیا گیا۔ مکرم حسنات احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے انگلینڈ سے تشریف لانے والے معزز مہمان مکرم لقمان کشور صاحب انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ کا تعارف پیش کیا۔اس کے بعد مکرم ڈاکٹر عمیر احمد باجوہ صاحب ایڈیشنل سیکریٹری وقف نو جرمنی نے اجتماع میں تعلیمی سرگرمیوں کے حوالے سے مختصر رپورٹ پیش کی۔ جبکہ مکرم محمود احمد خان صاحب نیشنل سیکرٹری وقفِ نو جرمنی نے ایک واقف نو کی خصوصیات کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے 28/اکتوبر 2016ء کے خطبہ جمعہ سے مختلف نکات پیش کئے اور اس اجتماع کے کامیاب انعقاد پر مجلس خدام الاحمدیہ اور مکرم حسنات احمد صاحب نائب امیر جماعت جرمنی کے تعاون کا شکریہ ادا کیا۔تقریب کے اختتام پر مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب نے خلفائے احمدیت کی واقفین نو سے توقعات اور جرمنی میں جماعتی ضروریات کے حوالہ سے خطاب کیا۔اجتماع کا اختتام دعا سے ہوا جو مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے کروائی۔اس اجتماع میں 502 واقفین نو خدام نے شرکت کی جبکہ 202 مہمانوں نے بھی اس اجتماع میں شریک ہو کر اس اجتماع کو رونق بخشی۔ان مہمانان میں واقفین نو کے والد صاحبان کے علاوہ ممبران نیشنل عاملہ اور مربیان کرام بھی شامل تھے۔(مرتب: آفاق احمد زاہد)

جرمن مشن کے احیائے نو کے لئے مبلغین کی آمد

(محمد لقمان مجوکہ)

اس سے قبل اس سلسلہ وار مضمون کی دس اقساط اخبار الفضل انٹرنیشنل لندن میں شائع ہونے والے اخبار احمدیہ جرمنی میں چھپ چکی ہیں۔
اب چونکہ اخبار احمدیہ جرمنی علیحدہ رسالہ کی شکل میں شائع ہو رہا ہے اس لئے اسی تسلسل میں قسط نمبر 11 پیش ہے۔

جیسا کہ گزشتہ اقساط میں ذکر آچکا ہے کہ مولوی مبارک علی صاحب تقریبا 1925ء کے شروع میں جرمنی سے واپس ہندوستان تشریف لے گئے تھے۔ اس کے بعد گو جرمنی کا مشن بند ہو گیا تھا مگر پھر بھی جرمنی سے کچھ نہ کچھ تعلق رہا۔ 1925ء میں مولانا عبدالرحیم درد صاحب امام مسجد لندن نے بعض کتب برلن کی سٹیٹ لائبریری کو بھجوائی تھیں۔ ان کتب میں الاستفتاء، مواہب الرحمٰن، لجۃ النور، نجم الہدیٰ، شحنۂ حق تو درد صاحب نے قطعی طور پر خود بھجوائیں تھیں جیسا کہ ان کتب پر درج ہے۔ اسی طرح بعض اور کتب بھی ہیں مثلاً The teachings of Islam- Claims and Teaching۔ ان کتب سے متعلق یہ معلوم نہیں کہ کس نے بھجوائیں تاہم یہ بھی اسی زمانہ میں بھجوائی گئی تھیں۔ اسی طرح 1933ء میں مکرم عطا محمد صاحب امیر ضلع جہلم نے آئینہ کمالات اسلام کا ایک نسخہ اسی لائبریری کو بھجوایا تھا۔ یہ تمام کتب اب بھی Berliner Staatsbibliothek میں موجود ہیں۔ بعض کتب کو جلسہ سالانہ جرمنی 2018ء کے موقع پر جماعت احمدیہ جرمنی کی تاریخ پر نمائش کے لئے اس لائبریری سے منگوایا بھی گیا تھا۔

1934ء تا 1938ء کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اپنے دور طالبعلمی میں انگلستان سے جرمنی تشریف لائے۔ اس کی تفصیل ابھی تک مکمل طور پر معلوم نہیں ہو سکی۔ اب تک کی معلومات کے مطابق آپ کے گلے کے ٹانسلز کا آپریشن جرمنی میں ہوا تھا۔ آپ کی اس دوران ہسپتال میں لی گئی ایک تصویر حیات ناصر میں شائع ہو چکی ہے۔ نیز آپ نے جرمنی سے ہی اپنے وقف کے عہد کی تحریر حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں بھجوائی تھی۔

(حیات ناصر صفحہ 108-106)

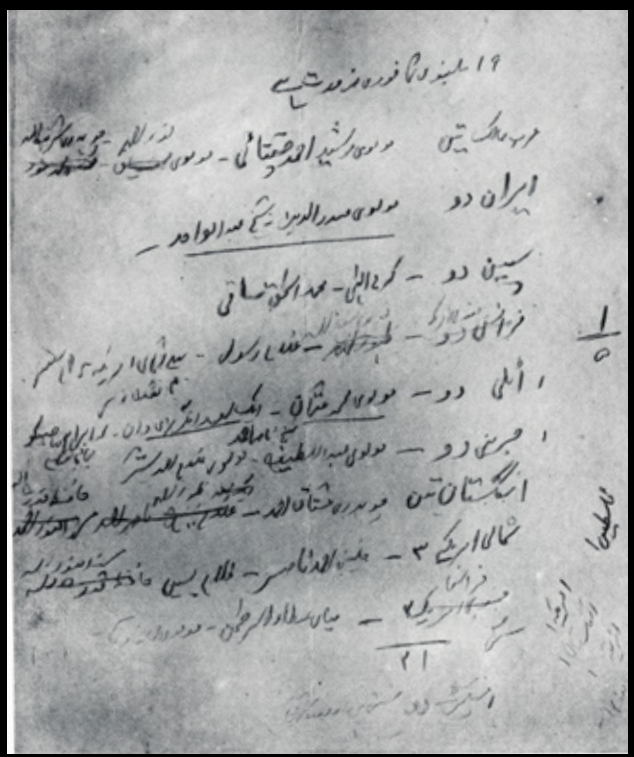

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا یادگار قلمی نوٹ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ہشتم

جرمن فوج کی قید میں احمدی احباب

1939ء میں جرمنی کے پولینڈ پر حملہ سے جنگ عظیم دوم کا آغاز ہوا۔ اس میں کثیر تعداد ہندوستانی فوجیوں کی بھی اتحادی افواج کے ساتھ جرمنی کے خلاف جنگ میں شامل ہوئی۔ 1945ء تک 2 ملین یعنی 20 لاکھ سے زائد ہندوستانی فوجیوں نے جنگ عظیم میں حصہ لیا۔ ان میں کئی احمدی بھی تھے جو مختلف محاذوں پر لڑتے رہے جس میں یورپ بھی تھا۔ جنگ کے دوران بعض احمدی فوجی جرمن جنگی قیدی بھی بنائے گئے۔ اس کی ایک اطلاع ہمیں الفضل 7/اکتوبر 1944ء میں ملتی ہے۔ چنانچہ اس میں لکھا ہے۔

جرمنی کی قید سے ایک احمدی کا خط

چوہدری طالب حسین صاحب جنگی قیدی (ولد چوہدری کمال دین صاحب ساکن مہت پور کمیریاں ضلع ہوشیار پور) کے متعدد خطوط حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں موصول ہوتے ہیں کہ وہ اس وقت جرمنی کی قید میں ہیں۔ ان کے ساتھ اور پانچ احمدی بھی تھے جو اب دوسرے کیمپ میں تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سب دوستوں کو بخیر

وعافیت واپس لائے۔

چودھری صاحب کا پتہ درج ذیل ہے۔

Sgt. Talib Hussain P.O.W No. 8900

Stalag3l5Epinal(France)۔

(پرائیویٹ سیکریٹری) (الفضل 7اکتوبر 1944ء)

جنگ کے دوران ہی حضرت مصلح موعودؓ نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ جنگ کا انجام جرمنی کی شکست پر اختتام پذیر ہوگا۔

حضورؓ نے 1944ء میں ہی ایک موقع پر فرمایا۔

آج سے دو تین سال پہلے جبکہ جنگ کا پہلو انگریزوں کے خلاف تھا۔ اسی وقت میں نے اس بات کا اظہار کیا تھا اور بتایا تھا کہ میری رائے میں جنگ 1944ء کے آخر یا 1945ء کے شروع میں ختم ہوجائیگی۔ میں نے جو یہ بات کہی تھی اس کی بنیاد کسی الہام پر نہیں تھی۔ بلکہ اس بات پر تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ و السلام کے الہامات اور میرے الہامات اور جماعت کے بعض اور لوگوں کے الہامات سے معلوم ہوتا تھا کہ تحریک جدید کا اجراء خاص الٰہی تصرف کے ماتحت ہوا ہے۔ چونکہ تحریک جدید کے پہلے دور کی میعاد 1944ء کے آخر میں ختم ہوجاتی ہے اس لئے میرا خیال تھا کہ اس خدائی فعل کا خاتمہ ضرور کسی اہم مقصد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے.... تحریک جدید کا اجراء جن اغراض کے ماتحت الٰہی تصرف سے ہوا تھا اس کی وجہ سے میں سمجھتا تھا کہ تحریک جدید کا پہلا دور جب ختم ہوگا تو خدا تعالیٰ ایسے سامان بہم پہنچائے گا کہ تحریک جدید کی اغراض کو پورا کرنے میں جو روکیں اور موانع ہیں خدا تعالیٰ ان کو دور کر دے گا اور تبلیغ کو وسیع کرنے کے سامان بہم پہنچا دے گا۔ اور چونکہ تبلیغ کے لیئے یہ سامان بغیر جنگ کے خاتمہ کے میسر نہیں آسکتے اس لیئے میں سمجھتا تھا کہ 1944ء کے آخر یا 1945ء کے شروع تک یہ جنگ ختم ہوجائے گی۔ (الفضل قادیان 29 اگست 1944ء، ص۔2-1)

چنانچہ جون 1944ء سے اتحادی افواج نے جرمنی کے خلاف مختلف محاذ کھول دیئے تھے لہٰذا ایک سال کے اندر ہی جرمنی کو زبردست شکست ہوئی اور مئی 1945ء میں جرمنی کے ہتھیار ڈالنے کے ساتھ ہی جنگ کا اختتام ہوا۔ اس خوفناک جنگ میں مجموعی طور پر 65 ملین لوگ ہلاک ہوئے اور بہت بڑے پیمانے پر تباہی ہوئی۔ جرمنی کے اکثر شہر بمباری سے مکمل طور پر تباہ ہو گئے اور سارا ملک گویا کھنڈرات میں تبدیل ہو گیا۔ جرمنی کی شکست کے بعد ملک کے مختلف حصوں کو اتحادی ممالک نے آپس میں تقسیم کرلیا۔ مشرقی حصہ پر سویت یونین جبکہ مغربی حصہ پر امریکہ، انگلستان اور فرانس قابض ہو گئے۔ جنگ کے دوران ہی مبلغین کو یورپ اور جرمنی بھجوانے کی تیاری شروع کر دی گئی تھی۔ لہٰذا یکم فروری 1944ء کے روز حضرت مصلح موعودؓ نے 22 واقفین کو بیرونی ممالک میں بھجوانے کے لیئے منتخب کیا۔ ان میں مندرجہ ذیل تین مبلغین کو جرمنی کے لیئے منتخب کیا گیا تھا۔ مکرم چوہدری عبد الطیف صاحب، مکرم شیخ ناصر احمد صاحب اور مکرم مولوی غلام احمد بشیر صاحب۔

Indische Missionare in der Schweiz. In Zürich weilen gegenwärtig drei Missionare einer mohammedanischen Sekte. Sie wollen erst einmal die deutsche Sprache gründlich erlernen und hernach im ganzen deutschen Sprachgebiet durch schriftliche und mündliche Propaganda die Lehre ihres Propheten Ahmed verbreiten. Ein Unternehmen, von dem man doch mit etwas gemischten Gefühlen vernimmt.

زیورخ کے ایک اخبار میں شائع ہونے والی تصویر میں جرمنی کے لئے بھجوائے گئے مبلغین احمدیت مکرم شیخ ناصر احمد صاحب نماز پڑھاتے ہوئے جبکہ پیچھے مکرم غلام احمد بشیر صاحب دائیں اور بائیں مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب ہیں

(تاریخ احمدیت جلد ہشتم، ص۔108-107)

تمام مبلغین سب سے پہلے لندن کی طرف عازم سفر ہوئے۔ ان میں سب سے پہلے مکرم شیخ ناصر احمد صاحب 24 اگست کو لندن بخیر و عافیت پہنچ گئے۔

(الفضل 27 اگست 1945ء، صفحہ 2 Der Islam,Mrz1989، صفحہ۔81)

مبلغین اس عرصہ میں لندن میں حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ کی زیر نگرانی کام کرتے رہے۔

(تاریخ احمدیت، جلد 12، ص۔7)

کیونکہ جنگ کے فوراً بعد مبلغین کو جرمنی میں داخل ہونے کی اجازت نہیں مل سکی اس لئے حضرت مصلح موعودؓ نے یہ ہدایت دی کہ تینوں مبلغین لندن سے سویٹزرلینڈ جائیں اور وہاں سے جرمنی میں تبلیغ کی کوشش کریں۔ حضور نے اس امر کو اپنی مجلس عرفان مورخہ 15/ اکتوبر 1946ء میں اس طرح فرمایا۔

”سفر میں رہنے کی وجہ سے کئی باتیں ایسی ہیں جو بیان کرنی ضروری ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جرمنی میں احمدیہ تبلیغی مشن قائم کرنے کے لئے بار بار کوشش کی گئی کہ احمدی مبلغین کو جرمنی میں جانے کی اجازت دی جائے مگر امریکہ نے بھی اور برطانیہ نے بھی اجازت نہیں دی۔ اس پر میں نے اپنے جرمنی جانے والے مبلغین کو ہدایت کی کہ وہ ہالینڈ چلے جائیں، جو جرمنی کی سرحد پر ہے اور وہاں سے جرمنی میں بھی تبلیغ کی جاسکتی ہے مگر یہ کوشش بھی بہت لمبی ہوگئی۔ ہالینڈ کی گورنمنٹ کو برطانوی گورنمنٹ نے بھی توجہ دلائی۔ مگر اس نے جواب نہیں دیا۔ جب میں نے دیکھا کہ یہ صورت بھی پیدا ہوتی نظر نہیں آتی تو میں نے یہ ہدایت بھجوائی کہ سوئٹزرلینڈ کا علاقہ ایسا ہے کہ جہاں لوگوں کی حالت اچھی ہے اور جنگ کی وجہ سے وہاں سیاسی حالات اس قسم کے پیدا نہیں ہوئے کہ نازک صورت ہو۔ اس لئے وہاں جانے کی کوشش کریں... دوسری اطلاع جو دہلی سے چلتے وقت ملی تھی یہ ہے کہ جرمنی میں تبلیغ کا ایک رستہ خدا تعالیٰ نے کھول دیا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ جرمن کے جو قیدی انگلستان رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک نے اخبار میں احمدیہ مشن لنڈن کا ذکر پڑھا اور خط لکھا کہ لٹریچر بھیجیں۔ جو بھیج دیا گیا۔

باقی صفحہ 48 پر

برصغیر پاک و ہند میں چند سال پہلے تک گھروں میں دھات کے برتنوں کا استعمال عام تھا اور ایک خاص موسم میں قلعی کرنے والے محلوں کی گلیوں میں پھیل جاتے تھے اور گلیوں میں یہ منادی کرتے تھے کہ اپنے اپنے برتنوں کو قلعی کرالو۔ ان کی یہ آواز سن کر گھر والے اپنے گھر کے برتنوں کو جمع کرتے ان کے پاس لے جاتے اور ان سے قلعی کرواتے تھے جس کے نتیجے میں دھات کے ان برتنوں کی اندرونی طور پر خوب اچھی طرح صفائی ہوجاتی اور آئندہ ایک سال کے لیے اچھی طرح استعمال کے قابل ہوجاتے۔

بالکل ایسی ہی کیفیت ماہ رمضان کی ہے مؤمنین کی روحوں کو صاف کرنے انہیں دھونے اور پاک بنانے اور انھیں چمکانے کی خاطر ان کی اخلاقی اور روحانی امراض کو دور کرنے کی خاطر انہیں روحانی شفا اور تندرستی عطا کرنے کی خاطر ماہ رمضان اللہ تعالیٰ نے ہر سال نازل فرمایا ہے اور پھر اس کی بڑی برکات بیان فرمائی گئی ہیں۔

اس مبارک مہینہ کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے پوچھے گئے بعض سوالات اور ان کے جوابات یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

طعام مسکین

سوال۔ سیدنا وامامنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۱۔ فدیہ طعام مسکین میں طعام ایک وقت یا دو وقت۔

۲۔ اور طعام کھلانا ہی ضروری ہے یا بصورت نقدی بھی کسی مسکین کو دیا جا سکتا ہے۔

۳۔ پیشگی بھی ادا ہوسکتا ہے یعنی قبل از انقضائے رمضان۔

والسلام۔ اکمل

جواب۔ جہاں تک میری سمجھ ہے دو وقت کا کھانا معلوم ہوتا ہے۔ نقدی کا غلہ لے کر دیا جا سکتا ہے۔ پیشگی بھی ادا ہو سکتا ہے۔ نور الدین۔ (بدر 19 جلد 12، 7 نومبر 1912ء صفحہ 3)

روزہ کس عمر میں فرض ہے؟

ایک شخص نے سوال کیا کہ کس عمر میں روزہ لڑکے کے واسطے فرض ہوجاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ بالغ ہوجانے پر روزہ فرض ہوجاتا ہے اور بلوغ کا نشان یہ ہے کہ زیر ناف بال پیدا ہوجاویں یا نیند میں جماع کرے۔ فرمایا صحابہ بچوں کو کبھی روزہ رکھوا لیتے تھے۔ فرمایا۔ غالباً پندرہ برس کے لڑکے بالغ ہوتے ہیں۔

(بدر، سلسلۃ الجدید نمبر 6 جلد 8، 17 دسمبر 1908ء صفحہ 6)

اعتکاف

شیخ محمد صاحب کو صحاح ستہ خوب آتی تھیں۔ سادہ سادہ پڑھاتے تھے۔ مباحثات کی طرف سے انکی طبیعت بالکل متنفر تھی۔ ایک دفعہ میں ابو داؤد پڑھتا تھا۔ اعتکاف کے مسئلہ میں حدیث سے معلوم ہوتا تھا کہ صبح کی نماز پڑھ کر انسان معتکف میں بیٹھے۔ مجھے اشارہ کیا کہ تم حاشیہ کو پڑھو یہ حدیث بہت مشکل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حدیث تو بہت آسان ہے۔ حکماً میں دیکھ لیتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ بہت مشکل ہے میں نے سرسری طور پر اس کا حاشیہ دیکھا اس میں لکھا ہوا تھا کہ یہ حدیث بہت مشکل ہے۔ کیونکہ اکیس تاریخ کی صبح کو بیٹھیں تو ممکن ہے اکیسویں رات لیلۃ القدر ہو۔ اگر اس کے لحاظ سے عصر کو بیٹھیں تو رسول اللہ سے ثابت نہیں۔ میں نے کہا کہ ذرا بھی مشکل نہیں۔ یہ محاشی کی غلطی ہے۔ میں ایسی راہ عرض کرتا ہوں جس میں ذرا بھی اشکال نہیں یعنی بیس کی صبح کو بیٹھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو اجماع کے خلاف ہے۔ میں نے کہا کہ امام احمد رحمۃ اللہ کے اقوال آپ پڑھیں۔ یہ اجماع محض دعاوی ہیں۔ ہر ایک شخص اپنے اپنے مذہب کی کثرت کو دیکھ کر لفظ اجماع بول لیا کرتا ہے۔ اس پر وہ بہت ہی تند ہو گئے۔ میری عادت تھی کہ سبق کو پڑھ کر کسی بڑے کتب خانہ میں اس کتاب کی شرح دیکھا کرتا تھا اور کوئی لغت اٹک جاتا تھا تو لغت کی کتاب میں دیکھ لیتا تھا۔ میں نے ان کی تیزی کی طرف دھیان نہ کر کے سبق کو بہت تیزی کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیا۔ صبح سے لیکر دوپہر کے قریب تک پڑھتا ہی چلا گیا۔ مگر وہ چپ ہی بیٹھے رہے۔ جب ظہر کی اذان کی آواز

آئی تو اتنا فرمایا کہ جماعت مشکل سے ملے گی۔سوائے اسکے انہوں نے اس وقت تک کوئی کلام نہیں کیا۔ میں نے کتاب کو بند کر دیا۔عبداللہ حلوائی ایک شخص کے مکان پر یہ سبق ہوا کرتا تھا اور دن کا کھانا میرا اور شیخ صاحب کا اسی کے یہاں ہوتا تھا۔ میں وضو کر کے ظہر کی نماز کو چلا گیا۔ظہر کے بعد مولوی رحمت اللہ صاحب کے خلوت خانہ میں جا پہنچا۔انہوں نے فرمایا کہ آج تمھارا اپنے شیخ سے مباحثہ ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ تلمیذ اور استاد کا کوئی مباحثہ نہیں ہوسکتا۔ میں طالبعلم آدمی ہوں میرا مباحثہ ہی کیا۔ ہمارے شیخ تو بڑے آدمی ہیں۔ہاں یوں طالبعلم اساتذہ سے کچھ پوچھا ہی کرتے ہیں۔فرمانے لگے نہیں کوئی بڑا مسئلہ ہے۔ میں نے کہا مسئلہ تو کوئی نہیں ایک جزوی بات تھی۔مولوی صاحب کی طرز سے مجھ کو معلوم ہو گیا کہ انکو ساری خبر پہنچ گئی ہے۔مگر میں حیران تھا کہ سوائے میرے اور شیخ صاحب کے وہاں کوئی موجود نہ تھا۔خبر کیسے پہنچی۔ اتنے میں مولوی صاحب نے خود ہی فرمایا کہ تمھارے شیخ صاحب آئے تھے۔اور فرماتے تھے کہ بعض طالبعلم بہت دلیر آجاتے ہیں۔اور انکی مشکلات کا خمیازہ ہمیں اٹھانا پڑتا ہے۔اور پھر انہوں نے سارا واقعہ ہمیں سنایا۔ میں نے جب سمجھ لیا کہ اب اخفا کا کوئی موقع نہیں تو ان سے عرض کیا کہ یہ ایک جزوی مسئلہ ہے۔اکیس کی صبح کو نہ بیٹھے بیس کی صبح کو بیٹھ گئے۔اس طرح حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔مولوی رحمت اللہ صاحب نے فرمایا کہ بات اجماع کے خلاف ہو جاتی ہے۔ میں نے کہا کہ اس چھوٹی سی بات پر بھلا اجماع کیا ہوگا۔تب انہوں نے فرمایا کہ سبق کل پڑھائیں گے۔اب تم ہمارے ساتھ ہمارے مکان پر چلو۔یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔جب خلوت خانہ سے نکل کر مسجد کے صحن میں پہنچ گئے میں نے عرض کیا حضرت لوگ اس کوٹھے کی طرف سجدہ کیوں کرتے ہیں۔فرمایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ میں نے کہا کہ انبیاء کا اجماعی قبلہ تو بیت المقدس ہے۔ اور اللہ تعالی نے تو آپ کو اہل کتاب کی کتابوں سے بہت آگاہ فرمایا ہے۔آپ ایک شخص کے فرمان پر اجماع انبیاء بنی اسرائیل کو کیوں چھوڑتے ہیں۔آپ نے تو اتنے بڑے اجماع کو چھوڑ دیا۔ میں نے اگر جزوی مسئلہ میں ایک حدیث کے معنی میں اختلاف کیا تو حرج کیا ہوا۔فرمایا۔دل دھڑکتا ہے۔ میں نے کہا جس کا دل نہ دھڑکے وہ کیا کرے۔ پھر فرمایا دل دھڑکتا ہے اور کھڑے ہو گئے۔تب میں نے بہت دلیری سے انکی خدمت میں عرض کیا کہ آپ محقق اور عالم ہیں۔ ہر مسئلہ میں شخص واحد کا اتباع۔اسکے متعلق آپ مجھے ارشاد کریں۔فرمایا کہ ہم تو امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں۔مگر ہر مسئلہ میں تو ہم فتوی نہیں دیتے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور کے فرمانے سے تقلید شخصی کا مسئلہ تو حل ہو گیا۔فرمایا تقلید کا مسئلہ بہت سہل اور بہت مشکل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس کلام کو سمجھا نہیں۔فرمایا ہر جزوی مسئلہ میں ایک ہی شخص کی تقلید نہ کسی نے کی نہ کوئی کرسکتا ہے۔اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ تقلید شخصی کوئی بڑی بات نہیں اور مسئلہ صاف ہو جاتا ہے۔مگر مشکل یہ ہے کہ ہم غدر میں ہندوستان سے بھاگے تھے۔تو پونا کے قریب ایک گاؤں میں ٹھہرے وہاں جمعہ کے دن ایک شخص وعظ کیلئے کھڑا ہوا اور اس نے اس طرح شروع کیا کہ نہ میں ہنپھی (حنفی) کی مانوں نہ (شاپھی) شافعی کی۔ میں وہ کہوں جو حضرت نبی کریم نے فرمایا ہے یہ کہہ کر اسنے مولوی خرم علی صاحب کی کتاب نصیحت المسلمین شروع کر دی۔ بیچ میں یہ بھی کہا کہ یہ بات مسکوت میں لکھی ہے۔جب وہ وعظ سے فارغ ہوئے تو معلوم ہوا کہ وہ مشکوۃ کو مسکوت کہہ رہے تھے۔سو اس لیے تقلید کا مسئلہ مشکل ہے۔کیونکہ وہ پہلا فتوی دیں۔تو جو لوگ مشکوۃ کو مسکوت کہتے ہیں وہ بھی مجتہد مطلق بن جاتے ہیں۔بات تو بہت ہی سہل تھی مگر بہت ہی مشکل ہو گئی۔ ہم علی العموم ان باتوں کے دشمن نہیں۔ تمھاری شفاعت تمھارے شیخ نے کر دی ہے۔تم سبق پڑھتے جائیو وہ روکیں گے نہیں اور آزادی سے پڑھو ہم نے شیخ کو مطمئن کر دیا ہے۔ ہم تمھارا مذاق خوب جانتے ہیں۔ میں نے عرض کیا ہمارے شیخ حدیث کا بڑا ادب کرتے ہیں۔اگر میں ان کے حضور پڑھتا رہوں تو وہ کبھی مجھ کو بند نہ کریں گے۔فرمایا۔وہ ڈرے تھے۔ ہم نے مطمئن کر دیا ہے۔چنانچہ میں دوسرے دن گیا۔گو شیخ صاحب اس دن تو نہ بولے۔مگر میں نے سبق پڑھ لیا۔ میں نے نسائی،ابو داؤد، ابن ماجہ ان سے پڑھ لیں۔ان دنوں مولوی ابوالخیر صاحب دہلوی خلف الرشید حضرت محمد عمر نقش بندی مجددی مجھ سے درالمختار پڑھا کرتے تھے۔کچھ مدت کے بعد حضرت شاہ عبد الغنی مجددی مدینہ سے مکہ تشریف لائے۔شہر میں بڑی دھوم دھام مچی۔ میں بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس وقت وہ حرم میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہزاروں آدمی ان کے گرد موجود تھے۔سب سے پہلے میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ اعتکاف کب بیٹھا جائے۔طالب علمانہ زندگی بھی عجیب ہوتی ہے۔وہی ایک مسئلہ اتنے بڑے وجود کے سامنے میں نے پیش کیا۔آپ نے بے تکلف فرمایا کہ بیس کی شام کو۔ میں تو سن کر حیران رہ گیا۔انکی عظمت اور رعب میرے دل میں بہت پیدا ہوا۔مگر پھر بھی جرأت کر کے پوچھا کہ حضرت میں نے سنا ہے کہ یہ اجماع کے خلاف ہے۔ان کے علم پر قربان ہو جاؤں۔بڑے عجیب لہجہ میں فرمایا کہ جہالت بڑی بری بلا ہے۔حنفیوں میں فلاں فلاں۔شافعیوں میں فلاں۔حنابلہ میں فلاں۔مالکیوں میں فلاں۔کئی کئی آدمیوں کے نام لے کر کہا کہ ہر فرقہ میں اس بیس کے بھی قائل ہیں۔ میں اس علم اور تجربہ کے قربان ہو گیا۔ایک وجد کی کیفیت طاری ہو گئی کہ کیا علم ہے،تب وہاں سے ہٹ کر میں نے ایک عرضی لکھی کہ میں پڑھنے کے واسطے اس وقت آپ کے ساتھ مدینہ جاسکتا ہوں؟اس کاغذ کو پڑھ کر یہ حدیث مجھے سنائی۔المستشار مؤتمن۔پھر فرمایا کہ تمام کتابوں سے فارغ ہو کر مدینہ آنا چاہیے۔ میں نے یہ قصہ جا کر حضرت مولانا رحمت اللہ کے حضور پیش کیا اور عرض کیا کہ علم تو اس کو کہتے ہیں۔یہ بھی عرض کیا کہ ہمارے شیخ تو ڈر گئے تھے مگر حضرت شاہ عبد الغنی صاحب نے تو حرم میں بیٹھ کر ہزارہا مخلوق کے سامنے فتوی دیا۔مگر کسی نے چوں بھی نہ کی۔فرمایا شاہ صاحب بہت بڑے عالم ہیں۔(مرقاۃ الیقین صفحہ 113 تا 117)

مسائل رمضان

”سحری کھا کر روزہ رکھنا ضروری ہے“

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اسی طرح سحری کھانے کا معاملہ ہے۔ سحری کھا کر روزہ رکھنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں یہی حکم دیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزے کے دنوں میں سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھا کر روزہ رکھنے میں برکت ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب برکۃ السحور...الخ حدیث 1923)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس کی پابندی فرمایا کرتے تھے۔ خود بھی اور جو اپنے جماعت کے احباب افراد تھے ان کو بھی کہا کرتے تھے کہ سحری ضروری ہے۔ اسی طرح جو مہمان قادیان میں آیا کرتے تھے ان کے لئے بھی سحری کا باقاعدہ انتظام ہوا کرتا تھا بلکہ بڑا اہتمام ہوا کرتا تھا۔

اس بارے میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر کرتے ہیں کہ منشی ظفر احمد صاحبؓ کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میں قادیان میں مسجد مبارک سے ملحق کمرے میں ٹھہرا کرتا تھا۔ میں ایک دفعہ سحری کھا رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لے آئے۔ آپ نے سحری کھاتے دیکھ کر فرمایا کہ آپ دال سے روٹی کھاتے ہیں؟ (سحری کے وقت دال روٹی کھا رہے تھے) اور اسی وقت منتظم کو بلوایا اور فرمانے لگے کہ سحری کے وقت دوستوں کو ایسا کھانا دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہاں ہمارے جس قدر احباب ہیں وہ سفر میں نہیں (ہیں۔ یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ روزے رکھ رہے ہیں۔) ہر ایک سے معلوم کرو کہ ان کو کیا کیا کھانے کی عادت ہے اور وہ سحری کو کیا کیا چیز پسند کرتے ہیں۔ ویسا ہی کھانا ان کے لئے تیار کیا جائے۔ پھر منتظم میرے لئے اور کھانا لایا مگر مَیں کھا چکا تھا اور اذان بھی ہو گئی تھی۔ حضور نے فرمایا کھا لو۔ اذان جلدی دی گئی ہے۔ اس کا خیال نہ کرو۔“

(سیرت المہدی جلد 2 حصہ چہارم صفحہ 127 روایت نمبر 1163)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ نماز تہجد پڑھنا اور سحری کھانے کے بارے میں ایک روایت بیان فرماتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ 1895ء میں مجھے تمام ماہ رمضان قادیان میں گزارنے کا اتفاق ہوا اور میں نے تمام مہینہ حضرت صاحب کے پیچھے نماز تہجد یعنی تراویح ادا کی۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ وتر اوّل شب میں پڑھ لیتے تھے اور نماز تہجد آٹھ رکعت دو دو رکعت کر کے آخر شب میں ادا فرماتے تھے جس میں آپ ہمیشہ پہلی رکعت میں آیت الکرسی تلاوت فرماتے تھے۔ یعنی اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو سے وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْم تک۔ اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص کی قراءت فرماتے تھے اور رکوع و سجود میں یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْث اکثر پڑھتے تھے اور ایسی آواز سے پڑھتے تھے کہ آپ کی آواز میں سن سکتا تھا۔ نیز آپ ہمیشہ سحری نماز تہجد کے بعد کھاتے تھے اور اس میں اتنی تاخیر فرماتے تھے کہ بعض دفعہ کھاتے کھاتے اذان ہو جاتی تھی اور آپ بعض اوقات اذان کے ختم ہونے تک کھانا کھاتے رہتے تھے۔“

حضرت میاں بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ ”خاکسار عرض کرتا ہے دراصل مسئلہ تو یہ ہے کہ جب تک صبح صادق افق مشرق سے نمودار نہ ہو جائے سحری کھانا جائز ہے۔ اذان کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ صبح کی اذان کا وقت بھی صبح صادق کے ظاہر ہونے پر مقرر ہے۔ اس لئے لوگ عموماً بعض جگہوں پہ سحری کی حد اذان ہونے کو سمجھ لیتے ہیں۔ قادیان میں چونکہ صبح کی اذان صبح صادق کے پھوٹتے ہی ہو جاتی ہے بلکہ ممکن ہے کہ بعض اوقات غلطی اور بے احتیاطی سے اس سے بھی قبل ہو جاتی ہو۔ اس لئے ایسے موقعوں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اذان کا چنداں خیال نہ فرماتے تھے اور صبح صادق کے تبیّن تک سحری کھاتے رہتے تھے اور دراصل شریعت کا منشاء بھی اس معاملے میں یہ نہیں ہے کہ جب علمی اور حسابی طور پر صبح صادق کا آغاز ہو اس کے ساتھ ہی کھانا ترک کر دیا جاوے بلکہ منشاء یہ ہے کہ جب عام لوگوں کی نظر میں صبح صادق کی سفیدی ظاہر ہو جائے اس وقت کھانا چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ تبیّن کا لفظ اسی بات کو ظاہر کر رہا ہے۔ حدیث میں بھی آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال کی اذان پر سحری نہ چھوڑا کرو بلکہ ابن مکتوم کی اذان تک بیشک کھاتے پیتے رہا کرو کیونکہ ابن مکتوم نابینا تھے اور جب تک لوگوں میں شور نہ پڑ جاتا تھا کہ صبح ہو گئی ہے، صبح ہو گئی۔ اس وقت تک اذان نہ دیتے تھے۔“

(سیرۃ المہدی جلد اول حصہ دوم روایت نمبر 320 صفحہ 295-296)

گزشتہ سال ایک دوست کو مَیں نے کہا تھا کہ آپ زیادہ دیر تک سحری کھاتے رہتے ہیں۔ اس بات پر انہوں نے شاید میری بات سن کے دوبارہ روزے رکھ لئے۔ لیکن اگر یہ وقت جو تھا اس وقت سے آگے نہیں لے کر گئے تھے پھر تو ٹھیک ہے۔ روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ اور اب بھی ہر ایک جائزہ لے سکتا ہے۔ یہاں تو اذانیں نہیں ہوتیں۔ صبح

صادق کو دیکھنا ضروری ہے۔ جب پو پھٹتی ہے یعنی جب دھاری نمودار ہوتی ہے تو اس وقت تک سحری کھائی جاسکتی ہے۔

سحری پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی کی ایک اور مثال بھی ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر کرتے ہیں کہ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا ہے کہ 1903ء کا ذکر ہے کہ مَیں اور ڈاکٹر صاحب مرحوم رُڑکی سے آئے۔ چار دن کی رخصت تھی۔ حضور نے پوچھا کہ سفر میں تو روزہ نہیں تھا؟ ہم نے کہا: نہیں۔ حضور نے ہمیں گلابی کمرہ رہنے کو دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا ہم روزہ رکھیں گے۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا۔ پھر فرمایا کہ آپ سفر میں ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا حضور! چند روز قیام کرنا ہے۔ دل چاہتا ہے روزہ رکھوں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا! ہم آپ کو کشمیری پراٹھے کھلائیں گے۔ ہم نے خیال کیا کہ کشمیری پراٹھے خدا جانے کیسے ہوں گے۔ جب سحری کا وقت ہوا اور ہم تہجد اور نوافل سے فارغ ہوئے اور کھانا آیا تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود گلابی کمرے میں تشریف لائے (جو کہ مکان کی نچلی منزل میں تھا۔) حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مکان کے اوپر والی تیسری منزل پر رہا کرتے تھے۔ ان کی بڑی اہلیہ کریم بی بی صاحبہ جن کو مولویانی کہا کرتے تھے کشمیری تھیں اور پراٹھے اچھے پکایا کرتی تھیں۔ حضور نے یہ پراٹھے ان سے ہمارے واسطے پکوائے تھے۔ پراٹھے گرما گرم اوپر سے آتے تھے اور حضور علیہ السلام خود لے کر ہمارے آگے رکھتے تھے اور فرماتے تھے۔ اچھی طرح کھاؤ۔ مجھے تو شرم آتی تھی اور ڈاکٹر صاحب بھی شرمسار تھے مگر ہمارے دلوں پر جو اثر حضور کی شفقت اور عنایت کا تھا اس سے رُوئیں رُوئیں میں خوشی کا لرزہ پیدا ہو رہا تھا۔ اتنے میں اذان ہوگئی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اور کھاؤ۔ ابھی بہت وقت ہے۔ فرمایا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (البقرۃ:188)۔ اس پر لوگ عمل نہیں کرتے۔ آپ کھائیں ابھی بہت وقت ہے مؤذن نے وقت سے پہلے اذان دے دی ہے۔ (پھر کہتی ہیں) جب تک ہم کھاتے رہے حضور کھڑے رہے اور ٹہلتے رہے۔ ہر چند ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ حضور تشریف رکھیں میں خود خادمہ سے پراٹھے پکڑلوں گا یا میری بیوی لے لیں گی مگر حضور نے نہ مانا اور ہماری خاطر تواضع میں لگے رہے۔ اس کھانے میں سالن بھی تھا اور دودھ سویّاں وغیرہ بھی۔

(سیرۃ المہدی جلد 2 حصہ پنجم صفحہ 202-203 روایت نمبر 1320)

بیشک اچھا کھانا تو کھائیں لیکن اس میں بھی اعتدال ہونا چاہئے۔ روزہ رکھ کر یہ احساس بھی ہونا چاہئے کہ ہم نے روزہ رکھنا ہے اور رکھا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ ہم یہ برداشت نہیں کرسکتے تھے کہ تم ایمان لاؤ اور پھر تنگیوں میں بسر کرو۔ اس لئے ہم نے روزے فرض کئے۔ (اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے) تا تمہاری تنگیاں دُور ہوں۔ یہ ایسا نکتہ ہے جو مومن کو مومن بناتا ہے۔ (یہ نکتہ بڑا یاد رکھنے والا ہے کہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے، تنگی نہیں چاہتا۔ اور اس کی وضاحت کیا ہے۔) یہ ایسا نکتہ ہے جو مومن کو مومن بناتا ہے اور جو یہ ہے کہ روزے میں بھوکا رہنا یا دین کے لئے قربانی کرنا انسان کے لئے کسی نقصان کا موجب نہیں بلکہ سراسر فائدے کا باعث ہے۔ جو یہ خیال کرتا ہے کہ رمضان میں انسان بھوکا رہتا ہے وہ قرآن کی تکذیب کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم بھوکے تھے ہم نے رمضان مقرر کیا تا تم روٹی کھاؤ۔ پس معلوم ہوا کہ روٹی یہی ہے جو خدا تعالیٰ کھلاتا ہے اور اصل زندگی اسی سے ہے۔ اس کے سوا جو روٹی ہے وہ روٹی نہیں پتھر ہیں جو کھانے والے کے لئے ہلاکت کا موجب ہیں۔ مومن کا فرض ہے کہ جو لقمہ اس کے منہ میں جائے اس کے متعلق پہلے دیکھے کہ وہ کس کے لئے ہے۔ اگر تو وہ خدا کے لئے ہے تو وہی روٹی ہے اور اگر نفس کے لئے ہے تو وہ روٹی نہیں۔ ”پس سحری اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھائی جارہی ہے تو اگر اچھی بھی کھائی جارہی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے اور وہ جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں برکت ہے۔ اور پھر اگر پیٹ بھرنا ہے اور اچھی خوراک کھانا ہے اور مزہ لینا ہے تو پھر وہ نفس کے لئے ہے۔ پھر آگے حضرت مصلح موعود نے وضاحت کی ہے کہ ”جو کپڑا خدا کے لئے پہنا جائے وہی لباس ہے۔ جو نفس کے لئے پہنا جاتا ہے وہ ننگا ہے۔ دیکھو کیسے لطیف پیرائے میں بتایا کہ جب تک خدا کے لئے تکالیف اور مصائب برداشت نہ کرو تم سہولت نہیں اٹھا سکتے۔ اس سے ان لوگوں کے خیال کا بھی ابطال ہو جاتا ہے جو بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام رمضان کو موٹے ہونے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ (بعض لوگ ایسے ہیں جن کے وزن رمضان میں کم ہونے کے بجائے بڑھ جاتے ہیں۔) حضور علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگوں کے لئے تو رمضان ایسا ہی ہوتا ہے جیسے گھوڑے کے لئے خوید۔ (یعنی گندم اور جَو کی اچھی اعلیٰ خوراک ہوتی ہے۔) وہ لوگ جو ہیں ان دنوں میں خوب گھی، مٹھائیاں اور مرغن اغذیہ کھاتے ہیں اور اسی طرح موٹے ہو کر نکلتے ہیں جس طرح خوید کے بعد گھوڑا۔ یہ چیز بھی رمضان کی برکت کو کم کرنے والی ہے۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 395-396)

اب ایک طرف حکم ہے کہ سحری کھاؤ اس میں برکت ہے۔ افطاری کرو اس میں برکت ہے۔ لیکن دوسری طرف اگر صرف کھانا ہی مقصد ہو تو ایک یہ چیز اس برکت کو کم بھی کر دیتی ہے۔ پس اعتدال ضروری ہے۔ اچھا کھاؤ لیکن اعتدال کے ساتھ۔

(الفضل انٹرنیشنل 24/ جون 2016ء صفحہ 7-6)

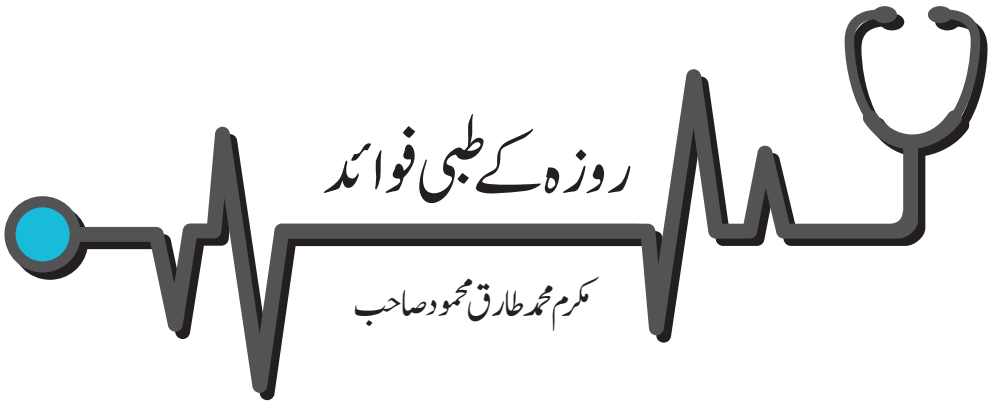

روزہ کے طبی فوائد

مکرم محمد طارق محمود صاحب

خداوند کریم نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کر کے اس کی راہنمائی کے لئے اخلاقی، روحانی اور جسمانی اصلاح اور فائدہ کے لئے چند قوانین وضع فرمائے تا کہ وہ ان قواعد وضوابط کی پابندی کر کے دین و دنیا میں تعلقات انسانیہ اور تعلق باللہ پیدا کر کے سرخرو ہو سکے اور جو ذمہ داریاں اس کے اوپر ڈالی گئی ہیں وہ اس کی ذات کے فائدے کے لئے ہیں نہ کہ اس کو تکلیف اور مشقت میں ڈالنے کے لئے۔ خداوند تعالیٰ خود قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ فرائض اور ذمہ داریاں ڈال کر انسانوں کے لئے آسانی پیدا کرنا چاہتا ہے اس کے لئے تنگی اور تکلیف کا سامان نہیں کرنا چاہتا۔ مثلاً نماز ہے، روزہ ہے، حج ہے، زکوٰۃ ہے، نوافل ہیں۔ دوسرے انسانوں کے ساتھ ہمدردی ہے وغیرہ وغیرہ

اس وقت موقع اور محل کی مناسبت سے روزے کا ذکر کروں گا کہ روزہ سے کیا کیا اخلاقی جسمانی اور روحانی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ”روزہ ایک دینی مسئلہ ہے یا بلحاظ صحت انسانی دنیوی امور سے بھی کسی حد تک تعلق رکھتا ہے۔ پس لعلکم تتقون کے یہ معنے ہوئے کہ تا تم دینی اور دنیوی شرور سے محفوظ رہو، دینی خیر و برکت تمہارے ہاتھ سے نہ جاتی رہے یا تمہاری صحت کو نقصان نہ پہنچ جائے کیونکہ بعض دفعہ روزے کئی قسم کے امراض سے نجات دلانے کا بھی موجب ہو جاتے ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 375)

احادیث نبویہ میں بھی ایمان کے بعد اول نماز مذکور ہے پھر زکوٰۃ اور پھر روزہ۔ لہٰذا ائمہ شریعت نے بھی یہی ترتیب رکھی ہے۔ اسی بنا پر یہ دین متین کا چوتھا رکن ہے اور یہ ہر عاقل، بالغ، مقیم صحت مند مومن مرد اور عورت پر فرض ہے۔ روزہ صحت کی حفاظت کا ضامن ہے۔ اس کے ذریعہ نفس انسانی کی اصلاح ہوتی ہے۔ ہمدردی کی تعلیم کا ذریعہ ہے صبر و استقلال کا سبق دیتا ہے۔ شکر الٰہی کی ترغیب ملتی ہے۔ سراسر خیر و برکت اور سرتاپا حکمت ہی حکمت ہے۔

روزہ کے اسرار اور باطنی شرائط

امام غزالیؒ نے اپنی مایہ ناز تصنیف ”احیاء العلوم“ میں روزہ کے تین درجے تحریر فرمائے ہیں۔

1۔ عوام کا روزہ۔ 2۔ خواص کا روزہ۔ 3۔ خواص الخواص یعنی مخصوص ترین لوگوں کا روزہ

عوام کا روزہ تو یہ ہے کہ کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے روک دیا جائے۔ خاص لوگوں کا روزہ یہ ہے کہ جسم کے تمام اعضاء کو گناہوں اور نافرمانیوں سے باز رکھا جائے اس میں روزہ دار آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں کو خلاف شرع استعمال اور جھوٹ کے سننے سے اور اپنی زبان کو بدگوئی سے اور غیبت سے اور بدزبانی سے بچاتا ہے۔ یہ گویا ان اعضاء کا روزہ ہے۔ اپنے ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء سے اللہ کی نافرمانی نہیں کرتا نہ ہاتھ سے کسی کو تکلیف دیتا ہے حتّٰی کہ حملہ آور پر بھی ہاتھ نہیں اٹھاتا اور نہ اپنے پاؤں کو خلاف شریعت مقام کی طرف لے جاتا ہے۔

مخصوص ترین محبوبان الٰہی کا روزہ یہ ہے کہ وہ اپنے دل کو دنیاوی تفکرات اور فاسد خیالات سے پاک وصاف رکھتے ہیں اور اپنی تمام تر توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رکھتے ہیں۔

(اسلام اور میڈیکل سائنس صفحہ 187 از سید قدرت اللہ قادری)

روزہ مفکرین یورپ کی نظر میں

1۔ روزہ رکھنے سے خیالات پریشان نہیں ہوتے۔ جذبات کی تیزی جاتی رہتی ہے برائیاں اور بدیاں دور ہو جاتی ہیں اور تجرد کی زندگی بخوبی گزر جاتی ہے۔ (ڈاکٹر میکل)

2۔ مہینہ میں ایک دو بار روزہ رکھنا امراض کے لئے حفظ ماتقدم اور قیام صحت کے لئے مفید تدبیر ہے۔ (ڈاکٹر جیکب)

3۔ شدائد و مصائب گرسنگی اور تشنگی برداشت کرنے کے لئے روزہ سے بہتر چیز نہیں۔ (ڈاکٹر ہنگر)

4۔ کبھی کبھی روزہ رکھنا مفید ہوتا ہے۔ اس سے جسم کو بہت فوائد حاصل ہوتے ہیں لیکن روزہ رکھتے اور کھولتے وقت بسیار خوری سے بچنا چاہیے۔ (ڈاکٹر فرینکلن)

5۔ سکون اور اطمینان پیدا کرنے کے لئے روزہ بہترین چیز ہے (ڈاکٹر سمہ سٹ)

6۔ روزے سے کئی جسمانی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں خصوصاً رطوبات اور بلغمی بیماریاں۔ (ڈاکٹر کلاڈ)

7۔ جذباتی انسانوں اور مجرد افراد کے لئے روزہ بہت مفید ہے اس سے خیالات درست اور شیطانی وسوسے نہیں آتے۔ (ڈاکٹر ابراھام)

8۔ فاقہ کی بہترین صورت روزہ ہے جو اہل اسلام کے طریقہ پر رکھا جاتا ہے میں یہ مشورہ دوں گا کہ جب کسی کو فاقہ کی ضرورت پڑے تو اسلامی طریقہ سے روزہ رکھا کرے۔ طبیب یا ڈاکٹر جس طرح فاقہ کرواتے ہیں وہ قطعی غلط ہے۔ (ڈاکٹر ایمرسن)

9۔جس بشر کو تزکیہ نفس کی ضرورت ہے اسے لازم ہے کہ وہ کثرت سے روزہ رکھا کرے۔(ڈاکٹر رچرڈ)

(اسلام اور میڈیکل سائنس صفحہ 188-189)

اور یہی قرآن کریم کا اعلان ہے کہ **لعلکم تتقون**

روزہ کا مقصد

روزہ کا مقصد نفس میں تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ روزہ کی اصل روح، اطاعت، پاکیزگی، طہارت، نفسانی خواہشات پر قابو، برائیوں کی خواہشات کا کمزور کرنا شیطانی حربوں اور حملوں کو ناکام کرنا۔ یہ روح اس وقت حاصل ہوسکتی ہے جب غذا میں کمی کی جائے۔ اس لئے شیخ سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ ''کھانا جینے اور ذکر کرنے کے واسطے ہے مگر تیرا اعتقاد یہ ہے کہ جینا کھانے کے واسطے ہے

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است
تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

غرض یہ کہ اس پیٹ پر کنٹرول کرنا روح کا ٹانک ہے۔ بقول علامہ اقبال

دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامان موت
فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم

روزہ کے طبی فوائد

ساری دنیا کے مومن بندوں میں سے بہت بڑی اکثریت ماہ رمضان میں روزہ رکھتی ہے۔یعنی صبح کاذب سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے پرہیز کرتے ہیں۔ یہ عمل اپنا وزن گھٹانے یا بھوکا رہنے یا پھر کسی مصلحت سے ایسا نہیں کرتے بلکہ یہ اس حکم خداوندی کی تعمیل میں جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے دن بھر روزہ رکھتے ہیں۔ جیسے فرمایا۔ ''اے مومنو! روزے تم پر فرض کئے گئے ہیں۔''

شریعت کی رو سے نابالغ بچے، بچیاں دائمی بیمار، مسافر اور حائضہ یا مرضعہ کو روزے سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔

جب کوئی روزہ رکھتا ہے تو غذا کی قلت کی وجہ سے اس کے خون میں شکر اور انسولین دونوں کی مقدار کم ہوجاتی ہے۔ انسولین جگر میں پائی جانے والی محفوظ شکر کو تبدیل کر کے گلوکوز بناتی ہے جو جسم کی توانائی کی ضرورتوں کو پورا کرتی ہے اس طریقہ سے چربی کو بھی چربی زدہ بافتوں سے تحلیل کر کے جسم کی توانائی کی ضرورتیں پوری ہوتی رہتی ہیں۔

روزہ بانجھ پن کو دور کرتا ہے۔

روزہ فربہ عورتوں میں استقرار حمل کا باعث بنتا ہے۔

روزہ انسانی جسم کو موٹاپے اور چربی سے بچاتا ہے۔

انسان کا جگر صحیح کام کرنے لگتا ہے۔

روزہ سے اتنی ہی توانائی کی غذا ہم کو جسم کے فاضل مادوں سے حاصل ہوجاتی ہے اسے Homeostasis Carli کہتے ہیں۔

روزہ سے قوت مدافعت بڑھ جاتی ہے۔

ہارمونز میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

روزہ سے انسانی جسم کی غیر معمولی ٹیوننگ اور اوور ہالنگ ہوتی ہے۔جس سے جسم کے تمام اعضاء ایک نئی قوت کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہارمون کی تبدیلی سے انسان کا مزاج Behaviour اور اخلاق پر غیر معمولی اثر پڑتا ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا'' جو شخص تم میں سے گھر گرہستی کا بوجھ اٹھانے کی ہمت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ وہ نگاہ کو نیچی رکھنے والا اور شرمگاہ کو بچانے والا ہے اور جو شخص طاقت نہ رکھتا ہو اسے روزہ رکھنا چاہیے کیونکہ روزہ اس کے حق میں شہوت کم کرنے والا ہوتا ہے۔

(بخاری مسلم)

روزہ کی افادیت سائنسی نقطہ نظر سے

تقویٰ کے معنی نفس کو ہر اس چیز سے بچانا ہے، پاک کرنا ہے جو گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔ پرہیز گاری تین قسم کی ہوتی ہے۔ روحانی، اخلاقی اور جسمانی لحاظ سے

یہ تینوں روح، اخلاق اور جسم ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ روزہ ان تینوں کی اصلاح کا کام کرتا ہے۔

سائنس مادہ سے متعلق بحث کرتی ہے سائنسی نقطہ نظر سے روزہ کی افادیت جسم کے ساتھ تعلق کی حد تک ہے کیونکہ جسم کی پاکی اتنی ہی ضروری ہے جتنی روح اور اخلاق کی پاکی (طہارت۔صفائی) اس لئے دین میں طہارت کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے جیسے فرمایا: ''**الطھور شطر الایمان**'' کیونکہ جسم کا اثر اخلاق اور روح پر اور روح کا اثر جسم پر ہوتا ہے۔جسم اگر پاک نہ ہوگا تو اس سے اعمال بھی صالح نہیں ہوں گے اور اس کا اثر اخلاق اور روح پر بھی پڑے گا۔

جسم کی پاکی اور طہارت کے معنی

جسم درحقیقت ایک مشین کی طرح ہے جس طرح دنیا میں ہزاروں قسم کی مشینیں ہیں۔ اسی طرح انسانی جسم بھی ایک مشین ہے اسے ہم حیاتیاتی مشین ((Biological Machine کہہ سکتے ہیں کہ یہ ((Biological Machine بھی اسی طرح کام کرتی ہے جس طرح دوسری مشینیں کام کرتی ہیں۔مثال کے طور پر موٹر کار ایک مشین ہے جو چیزوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا کام دیتی ہے۔لیکن اس کے کام کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے تمام پرزے صحیح حالت میں ہوں اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر رہے ہوں اگر یہ صحیح حالت میں نہ ہوں یا تعاون نہ کر رہے ہوں تو اس کے کام میں فرق آجائے گا۔مثال کے طور پر اس کے ٹائر میں ہوا کم ہو.....اگر بریک ٹھیک نہ ہو یا سٹیئرنگ کام نہ کر رہا ہو تو یہ گاڑی وبال بن جائے گی یہاں تک کہ اگر اس کے ہیڈ لائٹ کام نہیں کر رہے ہوں تو رات کے وقت یہ تباہ کن ثابت ہوگی۔غرض اس کے تمام پرزوں کا ٹھیک حالت میں ہونا اور ایک دوسرے سے تعاون کرنا ضروری ہے۔اس موٹر کی روح رواں پٹرول ہے جو جل کر اس کو انرجی (Energy) توانائی دیتی ہے۔اس مشین کو صحیح حالت میں رکھنے کے لئے وقتاً فوقتاً سرویسنگ اور اوور ہالنگ کرانا پڑتا ہے اگر ایسا نہ کیا جائے تو یہی گاڑی بہت جلد خراب ہوجائے گی اور نقصان دہ ثابت ہوگی۔

اسی طرح انسانی مشین جسم کے باقی صفحہ 46 پر

یورپین پارلیمنٹ کے انتخابات

عرفان احمد خان

26/ مئی کو یورپین یونین کے 28 ممبر ممالک سے تعلق رکھنے والے 512 ملین عوام آئندہ پانچ سال کے لئے یورپین پارلیمنٹ کے 751 ممبران کا انتخاب کریں گے۔ جرمنی کے عوام نے 96 ممبران منتخب کرنے ہیں جو کہ ممبران ممالک میں سب سے بڑی تعداد ہے۔ اس کے بعد فرانس کے عوام 74، برطانیہ اور اٹلی کے عوام 73/73 ممبران منتخب کر کے یورپین پارلیمنٹ میں بھجوائیں گے۔ ممبران کی تعداد کا انحصار ملک کی آبادی پر ہے۔ دس ممبران سے کم تعداد رکھنے والے ممالک میں سلوینیا اور Littland 8/8 جبکہ لکسمبرگ، مالٹا، سائپرس اور Eastland کی یورپین پارلیمنٹ میں 6/6 سیٹیں ہیں۔

گزشتہ انتخابات جو 22/ مئی 2014ء کو منعقد ہوئے تھے ان میں حق رائے دہی استعمال کرنے والوں کا تناسب 42.6 فیصد تھا جبکہ جرمنی میں 48.1 فیصد لوگوں نے انتخابات میں حق رائے دہی استعمال کیا۔ یورپین پارلیمنٹ کے انتخابات ہر 5 سال کے بعد مئی کے مہینے میں منعقد ہوتے ہیں۔ ماہ مئی کو یورپین یونین سے خاص نسبت ہے۔ 9/ مئی یورپ بھر میں یورپین ڈے کے طور پر منایا جاتا ہے۔ دراصل 9/ مئی 1950ء کو فرانس کے وزیر خارجہ Robert Schuman نے متحدہ یورپ کا تصور پیش کیا تھا۔ فرانس کے وزیر خارجہ کی اس تقریر کے پس منظر میں 9/ مئی 1985ء کو اٹلی کے شہر میلان میں ہونے والے سربراہان اجلاس میں 9/ مئی کو یورپین ڈے کے طور پر منانے کا فیصلہ ہوا۔ اس کے علاوہ 2014ء سے ہر دو سال کے بعد ماہ مئی میں فرانس کے شہر سٹراس برگ میں یورپین یوتھ فیسٹیول منعقد ہوتا ہے۔ جس میں یورپین یونین ممالک سے 8 ہزار بچے تین روز ایک ساتھ گزارتے ہیں۔ نوجوانوں کا ایک اور پروگرام (جس میں 16 سے 19 سال تک کے طالب علم حصہ لیتے ہیں) ایک سال میں 20 بار 500 بچوں کا سٹراس برگ میں موجود یورپین پارلیمنٹ میں جمع ہو کر یورپی سیاست پر گفتگو کرنا ہے۔ اس کا مقصد پارلیمنٹ کے موجودہ اراکین کو یورپی نوجوانوں کی سوچ سے آگاہی دینا ہے۔ برطانیہ جس نے 23/ جون 2016ء کو اپنے ہاں یورپین یونین سے علیحدگی کے لئے ریفرنڈم کروایا تھا (جس میں 51.9 فیصد لوگوں نے حصہ لے کر علیحدگی کے حق میں رائے دی تھی) بھی 26/ مئی کو ہونے والے انتخابات میں قانونی مجبوری کے تحت حصہ لینے اور امیدوار کھڑے کرنے پر مجبور ہے۔ اگر اکتوبر 2019ء میں برطانیہ اور یورپین یونین کے درمیان طے پانے والے معاہدہ کو برطانوی پارلیمنٹ نے منظور کر لیا تو برطانیہ کے وہ نمائندگان جو 26/ مئی کو منتخب ہوں گے یورپین پارلیمنٹ سے رخصت ہو جائیں گے۔ 2014ء کے انتخابات میں منتخب ہونے والے اراکین میں 37 فیصد خواتین تھیں جبکہ جرمن ممبران میں 35 فیصد خواتین شامل تھیں۔

یورپین یونین کا آغاز 1952ء میں ہوا تھا اور اس کے ابتدائی 6 ممبران میں بیلجیئم، جرمنی، فرانس، اٹلی، لکسمبرگ اور ہالینڈ شامل تھے۔ 1973ء میں برطانیہ، آئرلینڈ اور ڈنمارک ممبر بنے۔ 1981ء میں یونان، سائپرس اور مالٹا نے یورپین یونین میں شرکت اختیار کی۔ سپین اور پرتگال 1986ء میں ممبر بنے۔ 1995ء میں سویڈن، فن لینڈ اور آسٹریا کے شامل ہونے سے یورپی یونین کو ایک بار پھر وسعت ملی۔ سرد جنگ کے خاتمہ اور یوگوسلاویہ کے ٹوٹنے کے بعد 2004ء میں بلقان ممالک سے دس ممبران کا اضافہ ہوا۔

2007ء میں رومانیہ اور بلغاریہ نے یورپین یونین کی ممبرشپ قبول کی۔ اب تک کی صورت حال میں کروشیا وہ آخری ملک ہے جو 2013ء میں یورپین یونین کا ممبر بنا۔ اس بار یورپین پارلیمنٹ میں 28 ممالک کے نمائندے منتخب ہوں گے۔ جبکہ صرف 19 ممالک نے یورپین کرنسی یورو کو اپنے ملک میں رائج کر رکھا ہے۔ پارلیمنٹ کی کارروائی 24 زبانوں میں جاری رہتی ہے۔

یورپین پارلیمنٹ کے انتخابات کی خاص بات یہ ہے کہ ہر ملک میں پہلے سے موجود سیاسی پارٹیاں اپنی اپنی پارٹی کے نام پر امیدوار کھڑے کرتی ہیں۔ جو اراکین انتخابات جیت کر پارلیمنٹ میں پہنچتے ہیں وہ وہاں پہلے سے موجود سیاسی پارٹیوں کی ممبرشپ قبول کرتے ہیں۔ 2014ء کے انتخابات کے بعد یورپین پارلیمنٹ میں 8 سیاسی گروپس وجود میں آئے۔ جس میں دائیں بازو سے تعلق رکھنے والوں نے یورپین عوامی پارٹی (EVP) میں شرکت کی۔ اس سب سے بڑے گروپ کے اراکین کی تعداد 217 تھی جس میں جرمنی کی برسراقتدار پارٹی کرسچین ڈیموکریٹ پارٹی کے 34 اراکین بھی شامل تھے۔ دوسری بڑی سیاسی پارٹی سوشل ڈیموکریٹ یورپی یونین تھی جس کے اراکین 189 اور جرمنی کی سوشل ڈیموکریٹ پارٹی (SPD) کے 27 ممبران شامل تھے۔ اس طرح باقی اراکین 6 مختلف یورپی پارٹیوں میں تقسیم تھے۔ 18 ممبران نے اپنی آزاد حیثیت کو برقرار رکھا جس میں سے 2 کا تعلق جرمنی سے تھا۔

یورپین یونین کے انتظامی ڈھانچہ کے 6 اہم ستون ہیں۔ پہلے نمبر پر یورپین پارلیمنٹ ہے جس کے 751 منتخب ممبران، ایک صدر اور 14 نائب صدور ہوتے ہیں۔ یورپین سینٹ جس کے ممبران کی تعداد 28 ہے اور ہر ملک کا انتظامی سربراہ یورپین سینیٹ کا ممبر تصور کیا جاتا ہے۔ اس کا اپنا سیکرٹریٹ ہے جس کے صدر پولینڈ کے ایک سابق صدر ہیں۔ یورپین یونین کے 20 کمشنرز ہیں جن کو کابینہ کا ممبر ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ ہر کمشنر ایک کمیٹی کا سربراہ ہے جس کے ممبران 28 ممالک سے شامل کئے جاتے ہیں۔ یورپین کمیشن کا سربراہ اپنا صدارتی سیکرٹریٹ رکھتا ہے۔ 15/جولائی 2014ء کو لکسمبرگ کے سابق وزیر اعظم Jean Claude Junker چار سو بائیس (422) ووٹ حاصل کر کے یورپین یونین کے سربراہ منتخب ہوئے تھے۔ یورپین یونین کا سنٹرل بنک فرینکفرٹ، یورپین عدالت لکسمبرگ اور سنٹرل آڈٹ سسٹم برسلز میں موجود ہے۔ یورپین یونین اور یورپین پارلیمنٹ کے دفاتر لکسمبرگ، برسلز اور فرانس کے شہر سٹراس برگ میں ہیں۔ 11/اکتوبر 2014ء کو برسلز میں یورپین پارلیمنٹ کی بلڈنگ تعمیر ہونے کے بعد پارلیمنٹ کے اجلاسات برسلز میں بھی ہونے شروع ہوگئے۔ قانونی طور پر اب بھی سال میں پارلیمنٹ کے 12 اجلاسات سٹراس برگ میں ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح کمشنرز کمیٹیوں کے اجلاسات ہر ماہ میں 2 بار برسلز میں منعقد ہونے ضروری ہیں۔

عام خیال یہی ہے کہ 26/مئی کو ہونے والے عام انتخابات میں دائیں بازو سے تعلق رکھنے والے ممبران اکثریت حاصل کرنے میں کامیاب رہیں گے۔ یورپین یونین سربراہ بننے کے لئے جو 6 امیدوار میدان میں ہیں ان میں جرمنی کی بائرن میں برسراقتدار سیاسی پارٹی (CSU) کرسچین سوشل یونین کے اہم ممبر مسٹر Manfred Weber بھی شامل ہیں لیکن فرانس ان کی مخالفت کر رہا ہے۔

26/مئی کو ہونے والے پارلیمنٹ کے انتخابات میں جماعت احمدیہ کے اہل ووٹرز کو بھی ضرور حصہ لینا چاہیے

بقیہ روزے کے طبی فوائد از صفحہ 44

تمام حصوں کو صحیح حالت میں رکھنے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے سے اس کی کارکردگی میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ اس مشین کی سروسینگ اور اوورہالنگ اور ٹیوننگ کی جانی چاہیے۔۔۔ جس کا اثر اخلاق اور روح پر پڑے گا۔ اسی لئے اس مشین کے خالق نے روزہ فرض کیا تا کہ جسم پاک و صاف رہے اور وہ اخلاقی اور روحانی لحاظ سے اعلیٰ مقام پر پہنچ سکے۔''

(ماخوذ از اسلام اور میڈیکل سائنس صفحہ 191-192)

طبی ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ روزہ کے دوران نظام انہضام میں جاری بے ربطگی میں درستی آتی ہے اور نظام انہضام بہتری کی جانب مائل ہوجاتا ہے۔ کیونکہ بے ہنگم اور بہت زیادہ کھانے سے معدہ میں خرابی اور پیچیدگیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے ہاضمہ خراب، گیس کی شکایت، معدہ اور انتڑیوں میں درد، کھٹے ڈکار، پتہ میں جلن، منہ میں پانی کی رطوبت ان تمام تکلیفوں کا سبب بے وقت اور بے سلیقہ کھانا ہی ہوتا ہے۔

موٹے افراد کو روزے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ روزہ سے زائد چربی زائل ہوجاتی ہے۔

اگر صحیح طور پر روزہ رکھا جائے تو جسم کے تمام اعضاء خصوصاً دماغ کے کام کرنے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔

ہائی کولیسٹرول کا شکار لوگ بھی روزہ رکھ کر شفا حاصل کر سکتے ہیں۔

بلڈ پریشر کے مریض اعتدال میں آسکتے ہیں۔

دل کے لئے بھی روزہ تریاق کا کام کرتا ہے۔ اس طرح ہارٹ اٹیک سے بچا جاسکتا ہے۔

حکماء بیان کرتے ہیں کہ پتے کی پتھری والا مریض بھی شفا پاسکتا ہے۔

شوگر کے مریض بھی ڈاکٹر اور معالج کے مشورہ سے روزہ رکھ کر مستفید ہوسکتے ہیں۔

روزہ سے انسان کو ذہنی سکون، قلبی اطمینان اور روحانی طور پر خوشی جسمانی طور پر فرحت اور اخلاقی طور پر سکون نصیب ہوتا ہے۔

انسان ڈپریشن جیسے موذی مرض سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

اگر کسی کام میں اتنے فوائد ہوں تو کیوں نہ انسان اس سے فائدہ اٹھائے روزہ کئی امراض سے نجات دلانے کا موجب ہوتا ہے۔

''آجکل کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ بڑھاپا یا ضعف آتے ہی اس وجہ سے ہیں کہ انسان کے جسم میں زائد مواد جمع ہوجاتے ہیں اور ان سے بیماری یا موت پیدا ہوتی ہے۔ بعض نادان تو اس خیال میں اس حد تک ترقی کر گئے ہیں کہ کہتے ہیں جس دن ہم زائد مواد کو فنا کرنے میں کامیاب ہوگئے اس دن موت بھی دنیا سے اٹھ جائے گی۔ یہ خیال اگرچہ احمقانہ ہے تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تھکان اور کمزوری وغیرہ جسم میں زائد مواد جمع ہونے سے ہی پیدا ہوتی ہے اور روزہ اس کے لئے بہت مفید ہے۔''

اخبار احمدیہ جرمنی میں اعلانات

اخبار احمدیہ جرمنی کے اجراء کا ایک مقصد وفات یافتگان کا ذکر خیر، شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے اعلانات کی اشاعت بھی ہے۔ یہ اعلانات ڈاک کے علاوہ مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر بھی بھجوائے جاسکتے ہیں۔

akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de

''ذکر اسلام آباد کا''

مندرجہ بالا عنوان سے گزشتہ شمارہ میں محترم آصف محمود باسط صاحب کا مضمون شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کا حوالہ ہفت روزہ الحکم لندن مؤرخہ 19/اپریل 2019ء درج ہونے سے سہواً رہ گیا تھا۔ ادارہ اس کے لئے معذرت خواہ ہے

حالات حاضرہ

جرمنی کی خبریں

سید سعادت احمد

1۔ جرمن وزیر صحت شپاہن نے ایک ایسا مسودہ قانون پیش کر دیا ہے، جس کے تحت ہر کوئی خود بخود انسانی اعضاء کا عطیہ کنندہ بن جائے گا۔ جو کوئی ایسا نہیں چاہے گا، وہ اپنے لیے اس قانون پر عمل درآمد سے استثنیٰ کی درخواست دے سکے گا۔

2۔ امریکا کے لیے یہ بات مایوسی اور بے چینی کا باعث ہے کہ جرمنی اپنے دفاعی بجٹ میں نیٹو کی خواہش کے مطابق اضافہ نہیں کرے گا۔ یہ تازہ پیش رفت برلن اور واشنگٹن کے مابین پہلے سے موجود کشیدگی کو مزید ہوا دینے کا سبب بن رہی ہے۔

3۔ ترکی کے صدر رجب طیب ایردوآن سے متعلق دو ہزار سولہ میں ایک ٹیلی وژن ٹاک شو میں پڑھی جانے والی ایک متنازعہ نظم پر تنقیدی تبصرے کے باعث جرمن چانسلر انگیلا میرکل کے خلاف اب ایک مقدمہ دائر کر دیا گیا ہے۔ یہ مقدمہ ایک جرمن فنکار اور اس ٹیلی وژن پروگرام کے کامیڈین ژان بوہمرمان نے دائر کیا ہے۔ تب اس نظم کو وفاقی جرمن چانسلر انگیلا میرکل نے 'قطعی طور پر تضحیک آمیز' قرار دیا تھا۔ لیکن بعد میں میرکل نے یہ اعتراف بھی کر لیا تھا کہ ان کی طرف سے اس بہت متنازعہ نظم کے بارے میں ایسا تبصرہ کرنا ایک 'غلطی' تھا۔

4۔ برطانیہ جس کو 29 مارچ تک یورپین یونین کو چھوڑنا تھا نے یورپین یونین سے وقت بڑھانے کی درخواست کی تھی کیونکہ برطانوی وزیر اعظم نے یورپین یونین کو چھوڑنے کے لئے جو تین معاہدے یورپین یونین کے ساتھ کئے۔ اُن کو برطانوی پارلیمنٹ نے کثرت رائے سے رد کر دیا۔ اگر برطانیہ کسی معاہدے کے بغیر یورپین یونین سے علیحدگی اختیار کرے تو اس میں وزیر اعظم ٹریسامے اور خود تاج برطانیہ کی سُبکی ہے۔ اس لئے برطانوی وزیر اعظم نے اکتوبر تک کے لئے مہلت مانگی تھی لیکن یورپی یونین ممبر ممالک کی خواہش تھی کہ برطانیہ 26/ مئی کو یورپین پارلیمنٹ کے ہونے والے عام انتخابات سے قبل یورپین یونین کی ممبر شپ سے رخصت ہو جاتے۔ لیکن برطانوی وزیر اعظم کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے برطانیہ کو اکتوبر تک کی مہلت دے دی گئی ہے۔ اس لئے 26/ مئی کو ہونے والے عام انتخابات میں برطانیہ کے نمائندے بھی بطور امیدوار حصہ لے رہے ہیں۔

5۔ جرمن وزیر خارجہ ہائیکو ماس نے کہا ہے کہ مختلف ممالک کے پاس موجود جوہری ہتھیار عالمی امن کے لیے خطرہ ہیں۔ ماس نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل سے اپنے خطاب میں دنیا کو ہتھیاروں کی ایک نئی ممکنہ دوڑ کے خلاف خبردار بھی کیا۔

6۔ جرمنی کے خلائی سائنسدان ایک تحقیقی منصوبے کے لیے ایسے رضا کاروں کی تلاش میں ہیں، جو مسلسل 60 روز تک بستر پر لیٹے رہیں۔ یہ 'آرام' جسمانی بے وزنی' کی حالت میں کیا جائے گا۔ اس ریسرچ پروجیکٹ کا مقصد اس امر کا جائزہ لینا ہے کہ نہ ہونے کے برابر کشش ثقل یا تقریباً بے وزنی کی مسلسل حالت انسانی جسم اور صحت پر کس طرح کے اثرات مرتب کرتی ہے۔

7۔ جرمن حکام نے تصدیق کی ہے کہ 2017ء کے مقابلے میں 2018ء کے دوران مسلمانوں اور مساجد پر حملوں میں نمایاں طور پر کمی آئی ہے۔ جرمن وزارت داخلہ کے اعداد و شمار کا حوالہ دیتے ہوئے اخبار نیو اوسنابروکر سائنگ نے لکھا ہے کہ گزشتہ برس 813 جبکہ 2017ء میں اسلام مخالف 950 حملوں کی رپورٹ درج کروائی گئی۔

8۔ باراک اوباما نے کولون میں منعقدہ 'ورلڈ لیڈر شپ سمٹ' میں شریک پندرہ ہزار افراد سے خطاب کیا۔ سابق امریکی صدر کی تقریر کا موضوع بہتر سماج کے لیے جدوجہد، انسانیت، ماحولیاتی تبدیلی اور قیادت تھا۔ انہوں نے ان موضوعات پر اپنے خیالات کا بھرپور انداز میں اظہار کیا۔ جرمنی میں سابق امریکی صدر باراک اوباما کے لیے غیر معمولی عزت اور محبت پائی جاتی ہے، جسے اوبامینیا کہا جاتا ہے۔

9۔ جرمنی نے شام اور عراق میں زیر حراست اپنے شہریوں کے بچوں کو واپس بلا لیا ہے۔ یہ بچے ان جرمن شہریوں کے بچے ہیں، جو شام اور عراق میں اسلامک اسٹیٹ کے لیے لڑ چکے ہیں اور اس گروہ کی پسپائی کے بعد گرفتار کر لیے گئے تھے۔ جرمن وزارت داخلہ کے اندازوں کے مطابق تقریباً ایک ہزار جرمن شہریوں نے سن 2013ء کے بعد مختلف دہشت گرد انہ گروہوں کے ساتھ شامل ہونے کے لیے ملک چھوڑا۔

10. جرمنی کے صوبے نارتھ رائن ویسٹ فیلیا کے شہر لیُوڈن شائڈ میں ایک مقامی خاتون ڈرائیور نے پولیس کے ایمرجنسی نمبر پر کال کر کے بتایا کہ کسی نے اس کی کار پر جگہ جگہ سفید پینٹ کر کے اسے 'برباد' کر دیا ہے۔ جگہ جگہ کیے گئے جس سفید رنگ کو سپرے سمجھ کر اس خاتون نے پولیس کو بلایا تھا، وہ ایک ایسے پرندے کی بیٹ تھی، جو شاید کافی دیر تک اس گاڑی کے مختلف حصوں پر بیٹھا رہا تھا۔ ایک مقامی پولیس اہلکار نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے یہ بھی کہا، ''ملزم ایک پرندہ تھا، پرندوں کے خلاف تو کوئی مقدمہ درج نہیں کیا جا سکتا۔

11 ۔ پاکستان میں مقیم جرمن سفیر نے ایک الوداعی ویڈیو پیغام جاری کیا۔ جرمنی کے سفیر مارٹن کوبلر نے بہترین مہمان نوازی اور احترام پر پاکستان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس یقین کا اظہار کیا ہے کہ ان کے دل کا ایک ٹکڑا ہمیشہ پاکستان سے جڑا رہے گا۔ انہوں نے اس عزم کا اعادہ بھی کیا کہ وہ آئندہ مستقبل میں سیاح بن کر ضرور پاکستان آئیں گے۔ ان کا کہنا تھا کہ پاکستان قیام کے دوران انہیں پاکستانیوں کو جاننے اور سمجھنے کا موقع ملا۔

12۔ مارکوس گرُوئبل جو جرمنی میں عالمی سطح پر مذہبی آزادیوں سے متعلقہ امور کے نگران ہیں کہتے ہیں کہ اسلام دشمنی، سامیت دشمنی، تارکین وطن کی مذہبی ضروریات اور خواتین کے حقوق میں مذاہب کا کردار، یہ سب وہ عوامل ہیں، جن پر جرمنی میں بھی غور و فکر کی ضرورت ہے۔ گرُوئبل نے کہا کہ مذہب جرمنی میں بھی ایک چونکا دینے والا لفظ ہے اور ضرورت اس بات کی ہے کہ اس لفظ کو دنیا میں کہیں بھی انسانوں کو چونکا دینا نہیں بلکہ برداشت، احترام، سکون اور امن کا احساس دلانا چاہیے۔

13۔ برسلز میں یونین کی ہنگامی سربراہی کانفرنس میں اب یہ طے پایا ہے کہ برطانیہ کو بریگزٹ کے لیے اکتوبر کے آخر تک کا وقت دے دیا جائے۔ یہ تجویز وزیر اعظم مے نے قبول بھی کر لی ہے۔ تاہم اکتوبر سے پہلے مشروط اخراج بھی ممکن ہے۔

14۔ اپریل 15 اور 16 کی درمیانی شب نوٹرے ڈیم کیتھیڈرل میں یہ آگ کئی گھنٹے تک لگی رہی، جس دوران صدیوں پرانے اس کلیسا کا ایک بلند مینار منہدم بھی ہو گیا۔ یہ ساڑھے آٹھ سو سال پرانا کیتھیڈرل یونیسکو کی عالمی ثقافتی میراث کی فہرست میں بھی شامل ہے اور کئی گھنٹے بعد بجھائی جا سکنے والی آگ سے اس کلیسائی عمارت کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ فرانسیسی صدر ایمانوئل ماکروں نے وہاں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ نوٹرے ڈیم فرانس اور انسانیت کی میراث کا ایک حصہ ہے، جس کی جلد از جلد تعمیر و مرمت کی جائے گی۔ فرانسیسی صدر نے قوم کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا کہ کیتھیڈرل کو بدترین صورتحال سے بچا لیا گیا ہے۔

15۔ یورپی یونین کے رکن ممالک میں بلیو کارڈ ایسے افراد کو دیا جاتا ہے جو اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی ہوں اور انہیں ای یو کے کسی رکن ملک میں ملازمت کی آفر بھی ہو۔

بلیو کارڈ رکھنے والے افراد مخصوص وقت کے بعد یورپ میں مستقل رہائش اختیار کرنے کے اہل بھی ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایسے افراد اپنے اہل خانہ (شریک حیات، بچوں اور ایسے ماں باپ سمیت ایسے قریبی رشتہ دار جن کا انحصار کارڈ ہولڈر پر ہو) کو بھی یورپ بلا سکتے ہیں۔

16۔ جرمنی کی وزارت برائے اقتصادی امور کے مطابق برلن حکومت نے 2019ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 1.12 بلین یورو یعنی (1.3 بلین ڈالر) کی مالیت کے ہتھیار برآمد کرنے کی منظوری دی۔ 2019ء کے ابتدائی سہ ماہی میں جرمن اسلحہ خریدنے والوں میں امریکا اور برطانیہ بالترتیب پہلے اور دوسرے نمبر پر رہے۔ اعداد و شمار کے مطابق امریکا نے 169 ملین یورو جب کہ برطانیہ نے 157 ملین یورو کا جنگی سامان خریدا۔ جرمن ہتھیاروں کی سب سے زیادہ فروخت سن دو ہزار پندرہ میں ہوئی تھی، جب مجموعی طور 7.86 بلین یورو کا اسلحہ برآمد کیا گیا تھا۔ جرمنی کا شمار ہتھیار برآمد کرنے والے دنیا کے پانچ بڑے ممالک میں ہوتا ہے۔

17۔ جرمنی اور آسٹریا میں 500 یورو کے نوٹوں کا اجرا بند ان دونوں ممالک نے پانچ سو یورو مالیت کے بڑے نوٹ جاری کرنا بند کر دیے ہیں۔ تاہم سرکولیشن میں موجود پانچ سو یورو کے نوٹوں کی قانونی حیثیت برقرار رہے گی۔ پانچ سو یورو کے نوٹ کا شمار دنیا کے ان بینک نوٹوں میں ہوتا ہے، جن کی قدر سب سے زیادہ ہے۔

18۔ جرمنی میں بچوں میں خسرہ کے مرض میں کمی آئی ہے۔ روبرٹ کوخ انسٹیٹیوٹ کے مطابق، مئی سن 2019 میں خسرہ کے مریضوں کی تعداد 392 ریکارڈ کی گئی ہے، جس میں ایک سال سے کم عمر کے 25 بچے شامل تھے۔

برلن سے تعلق رکھنے والے بچوں کے خصوصی ڈاکٹر مارٹن کا کہنا ہے، ”جرمنی میں خسرہ سے متاثرہ بچوں کا اگر دیگر ممالک سے موازنہ کیا جائے تو جرمنی کا تناسب بتدریج کم ہوتا دکھائی دے رہا ہے جو کہ خوش آئند ہے، اس کے باوجود ڈاکٹرز والدین کی بڑھتی ہوئی پریشانی سمجھ سکتے ہیں۔

خسرہ سے بچاؤ کے حفاظتی ٹیکے بچوں میں قوت مدافعت پیدا کرتے ہیں، جس کے بعد وہ ارد گرد موجود بیماریوں سے لڑنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ والدین پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی بروقت ویکسینیشن کروائیں اور متاثرہ بچوں سے دور رکھیں۔ عالمی ادارہ صحت نے سن 2020ء تک دنیا کو خسرے سے پاک کرنے کا ہدف طے کر رکھا ہے۔ بشکریہ www.dw.com

بقیہ: تاریخ احمدیت جرمنی سے ایک ورق از صفحہ 38

اب اس کا خط ملا ہے اور اس نے بیعت کر لی ہے... جرمنی میں جو احمدی قیدی تھے ان کے ذریعے کئی احمدی ہوئے۔ اور ان میں سے کئی ایک بہت مفید وجود ثابت ہو رہے ہیں۔

(الفضل، 18 اکتوبر 1946ء، ص۔3)

غرض مؤرخہ 13 اکتوبر 1946ء کو جرمنی کے لئے منتخب کئے گئے مبلغین سوئٹزرلینڈ کے شہر Zürich میں پہنچے۔ (الفضل، 26 اکتوبر 1946ء، صفحہ 4) مکرم شیخ ناصر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں۔ 13 اکتوبر بروز اتوار دوپہر ایک بج کر اٹھارہ منٹ کی گاڑی سے ہم تینوں (برادرم چودھری عبداللطیف صاحب، برادرم مولوی غلام احمد بشیر صاحب اور خاکسار ناصر احمد) سوئٹزرلینڈ کے شہر زیورخ پہنچے۔ گاڑی سے اترنے سے قبل ہم نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ وہ اپنی خاص قدرتوں اور طاقتوں کے ذریعہ ہمیں کامیاب فرمائے اور ہر قدم پر اس کی تائید اور نصرت ہمارے شامل حال ہو۔ تاہم اس نہایت ہی عظیم الشان ذمہ واری کو باحسن الوجوہ ادا کر سکیں۔ (الفضل، 26 اکتوبر 1946ء، صفحہ 4)

جرمنی میں قید احمدیوں کے ذریعہ جماعت میں شامل ہونے والوں سے متعلق مزید معلومات نہیں ملتیں البتہ مختلف ممالک میں قید جرمن قیدیوں میں سے دو کا اسلام اور جماعت میں داخل ہونے کا پتہ لگتا ہے۔

ان میں سے انگلستان میں جس قیدی کا جماعت میں شامل ہونے کا ذکر حضرت مصلح موعودؓ نے کیا ہے اس کا نام Kunze تھا۔ جبکہ اسی دوران یونان میں قید ایک جرمن جس کا نام Kuhne تھا وہ مکرم منظور احمد قریشی صاحب کی تبلیغ سے احمدی ہوا تھا۔ اس کے متعلق ان کے بیٹے ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب اپنے والد صاحب پر الفضل انٹرنیشنل 7 تا 13 نومبر 1997ء کے ایک مضمون میں تحریر کرتے ہیں کہ ”جنگ کے بعد یونان کے ایک جزیرے میں مقیم تھے اور کچھ جرمن ان کے قیدی تھے۔ ان میں سے ایک جرمن کئی زبانیں جانتا تھا اور انگریزی بھی اچھی سمجھتا تھا اسے تبلیغ شروع کی۔ ابا جان کے پاس اس زمانے میں The Muslim Sunrise رسالہ باقاعدگی سے آیا کرتا تھا اور اسے بھی پڑھنے کے لئے دیتے تھے۔ اس جرمن کا نام Karle Kohne (اصل میں یہ Karl Kuhne نام ہے) تھا۔ چنانچہ وہ اس تبلیغ کے نتیجہ میں احمدی ہو گیا اور حضرت مصلح موعودؓ کی بیعت کی۔ اس کا اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا۔ اس کا ارادہ قادیان آنے کا تھا۔ چنانچہ قید سے رہائی کے بعد وہ جرمنی واپس گیا پھر لندن آیا تا کہ ہندوستان آ سکے۔ لیکن پھر اس کی شادی ہو گئی اور اس کا رابطہ جماعت سے ٹوٹ گیا۔“

ان دونوں احباب کے متعلق آئندہ مزید تفصیل سے ذکر آئے گا۔ غرض اس طرح جنگ عظیم دوم کے بعد جرمنی میں دوبارہ سے جماعتی مشن کو قائم کرنے کی کوشش کی گئی۔

جامعہ احمدیہ جرمنی سے فارغ التحصیل ہونے والے شاہدین 2018ء اپنے آقا کے ساتھ

(کرسیوں پر دائیں سے بائیں) مصور احمد شمس صاحب، نوید الحق شمس صاحب، انس احمد جاوید صاحب، مرتضیٰ احمد منان صاحب، مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی، سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
مکرم شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی، فہیم احمد خان صاحب۔ نور الدین اشرف صاحب، شرجیل احمد خان صاحب، ولید احمد گھمن صاحب
(کھڑے ہوئے دائیں سے بائیں) وجیہ الدین چوہدری صاحب، احیاء الدین صاحب، جواد احمد صاحب، عبدالواسع باسط صاحب، سید مختقیل احمد صاحب، برہان احمد کاشف جنجوعہ صاحب، اظہر اقبال صاحب، اعجاز احمد ثمران جنجوعہ، سجیل احمد ملک صاحب، سلمان احمد ملہی صاحب

Monthly

Germany

AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 20 | ISSUE 05 | MAY 2019

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir